عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۳۰ ربیع الثانی تا ۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۴۷

قادیانیت اور تحریفِ قرآن

موسم سرما

غنیمت بھی نصیحت بھی

صبر کے درجات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ایک مسلمان کی عزت وحرمت

س:......کیا ایک مسلمان کی عزت وحرمت خانہ کعبہ سے زیادہ ہے؟ کیا اس طرح کا مفہوم کسی حدیث شریف میں آیا ہے؟

ج:......جی ہاں یہ مفہوم حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے یہاں بیت اللہ سے زیادہ ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:''عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ انہ نظر یوماً الی الکعبة فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عنداللّٰہ منک۔''

(رواہ الترمذی وابن حبان فی الترغیب والتھذیب،ص:۱۷۷،ج:۳)

ترجمہ:''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے ہوئے ارشادفرمایا: تیری کیا شان ہے اور تیری کیا عزت ہے پر ایک مومن کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔''

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

''عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطوف بالکعبة ویقول ما اطیبک واطیب ریحک ما اعظمک و اعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ لحرمة المومن اعظم عنداللّٰہ حرمة منک۔''(رواہ ابن ماجہ:۲۹۰)

ترجمہ:''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں اور (بیت اللہ کو مخاطب ہوکر) ارشادفرمارہے ہیں کہ تو کتنا پیارا اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری کی عزت وحرمت کتنی معظم ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ ایک مومن کی عزت وحرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری عزت وحرمت سے بڑھ کر ہے۔''

زندوں کا مرحومین کے لئے تحفہ

س:......مرحومین کو جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے مثلاً قرآن خوانی یا صدقہ خیرات کرکے تو کیا مرحوم کو اس کا علم ہوجاتا ہے کہ کس نے ایصال ثواب کیا ہے؟

ج:......جی ہاں! مرحوم کو اس بارے میں بتادیا جاتا ہے۔ایصالِ ثواب کے لئے جو بھی صدقہ خیرات آپ کریں یا نفل نماز اور روزہ، قربانی، تسبیحات و استغفار آپ بخشیں گے تو اس کا اجروثواب میت کو (جس کے ساتھ دنیا میں آپ کا کوئی تعلق ہوگا) آپ کی طرف سے تحفہ کی شکل میں پیش کیا جائے گا، جس سے انہیں بے حد خوشی اور مسرت ہوگی۔جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ماالمیت فی قبرہ الاشبہ الغراق المتغوث ینتظر دعوة تلحقہ من اب او ام او ولد او صدیق ثقة فاذا القتہ کانت احب الیہ من الدنیا وما فیھا إن اللّٰہ لیدخل علی اھل القبور من وعاء اھل الارض امثال الجبال، إن ھدیة الاحیاء الی الأموات الاستغفار لھم۔''

''واخرج عن عمرو بن جریر قال: قال اذا دعا العبد لاخیہ المیت اتاہ بھا الی قبرہ ملک فقال یا صاحب القبر الغریب! ھذہ ھدیة من أخیک شفیق۔''(شرح الصدور:۳۰۵،طبع بیروت)

ترجمہ:''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میت کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے شخص کا سا ہوتا ہے جو کسی کو مدد کے لئے پکار رہا ہو، وہ انتظار میں ہوتا ہے ان دعاؤں کا جو اس کے ماں، باپ، بیٹا یا صالح دوست جو اس کے لئے کریں، جب یہ دعائیں اس تک پہنچتی ہیں تو اسے دنیا ومافیہا سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل ارض کی دعاؤں کی وجہ سے اہل قبور کے درجات پہاڑ کی مثل کردیتے ہیں اور بے شک زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے استغفار کرنا ہے اور عمرو بن جریرؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ اپنے مردہ بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ یہ دعا لے کر اس کی قبر پر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے: اے قبر والے! یہ تیرے لئے ہدیہ ہے، ایک مشفق بھائی کی طرف سے۔''

ہفت روزہ ختمِ نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۹ — ۳۰ ربیع الثانی تا ۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ۲۰۲۰ء — شمارہ: ۴۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیت اور تحریفِ قرآن	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
موسم سرما... غنیمت بھی، نصیحت بھی!	۸	مفتی محمد صادق حسین قاسمی
فرانس کے تجارتی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت!	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات....	۱۳	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
صبر کے درجات	۱۵	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۰	ادارہ
قادیانی گستاخیاں	۲۳	خالد محمود سابق یوئیل کندن
آہ! قاری محمد ادریس ہوشیار پوریؒ	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت مولانا عبدالکریم فاروقیؒ	۲۷	مولانا عبدالنعیم فاروقی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 001001096468001 9
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیت اور تحریفِ قرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

دشمنانِ اسلام مختلف ادوار میں قرآن مجید میں تین طرح کی تحریف کرنے کی کوشش کرتے رہے ہے:۱:-تحریف لفظی: آیات قرآن مجید میں الفاظ کی کمی بیشی۔۲:-تحریف معنوی: ترجمہ قرآن مجید کرنے میں ارادۃً اصل معنوں سے ہٹ کر کوئی دوسرا مفہوم بیان کرنا۔۳:-تحریف منصبی: جو آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئیں، ان کو اپنے اوپر یا کسی اور پر منطبق کرنا، یا جو آیات مکہ مکرمہ یا بیت اللہ شریف کی شان میں ہوں، ان کو کسی اور جگہ پر چسپاں کرنا وغیرہ۔

قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے نام نہاد خلیفوں نے اپنی کتابوں میں قرآنی آیات کے حوالے سے ہر قسم کی تحریف روا رکھی، جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے کہ تحریف کرنے والا جماعت مؤمنین سے خارج، ملحد اور کافر ہے:

''اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتبِ سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ:۷۰، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:۳، صفحہ:۱۷۰، از مرزا قادیانی)

تحریف کرنے والے کو مرزا غلام قادیانی نے سخت شریر، بدمعاش اور غنڈہ کہا ہے:

''یوں ہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اور اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کردینا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو سخت شریر اور بدمعاش اور گنڈے کہلاتے ہیں۔'' (چشمۂ معرفت، صفحہ:۱۹۵، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:۲۳، صفحہ:۲۰۳، ۲۰۴، از مرزا قادیانی)

اور تحریف کرنے والے کو اس نے دجال کہا ہے:

''دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو، اس کو دجال کہتے ہیں۔'' (حقیقت الوحی، صفحہ:۴۵۶، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:۲۲، صفحہ:۴۵۶، از مرزا قادیانی)

آیئے! دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کون کون سی تحریفات کیں اور کس طرح اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے

مطابق جماعت مومنین سے خارج، ملحد، کافر، سخت شریر، بدمعاش، غنڈہ اور دجال ہوگیا؟ تحریف لفظی ومعنوی کی مثال: قرآن کریم میں سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات اس طرح ہیں:

''یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم۔'' (یٰسین:۱تا۵)

مرزا قادیانی نے ان آیات میں تحریف لفظی اور معنوی کا ارتکاب کر کے یہ آیات اور ان کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے:

''یٰسٓ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم''

ترجمہ مرزا قادیانی: ''اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے، راہ راست پر، اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، صفحہ:۱۰۷، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:۲۲، صفحہ:۱۱۰)

۱:-قرآن مجید میں ''یٰسٓ'' کے بعد ''وَالْقُرآنِ الْحَکِیْمِ'' ہے، جس میں قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے اور اگلی آیت ''اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ'' اس قسم کا جواب ہے، مگر مرزا قادیانی نے تحریف لفظی کر کے ''وَالْقُرآنِ الْحَکِیْمِ'' کی آیت کو حذف کردیا، اور جوابِ قسم بغیر قسم کے ذکر کردیا۔

۲:-ان آیات میں مرزا قادیانی نے متعدد تحریفات کی ہیں: ان آیات میں مرزا قادیانی نے خود کو صاحب یٰسین کہا اور بزور (خانہ ساز) الہام ان آیات کو اپنے اوپر منطبق کرلیا۔ گویا اب یہ خطاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے مرزا قادیانی کو منتقل ہوگیا۔ (نعوذ باللہ)۔

۳:-قرآن کریم میں ''تَنْزِیْلُ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمِ'' کی آیت قرآن حکیم سے متعلق ہے، اور مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن، عزیز رحیم خدا کی جانب سے نازل شدہ ہے، مگر مرزا قادیانی خود اپنے آپ کو نازل شدہ سمجھ بیٹھے، اور اس آیت کو بھی اپنی صفت قرار دے کر یہ ترجمہ کیا: ''اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔''

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: ''آخر زمانے میں بہت سے دجال، کذاب (مکار، جھوٹے) ہوں گے (جن کی علامت یہ ہے کہ) وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تو تم نے کبھی سنی ہوں گی، نہ تمہارے باپ دادا نے، خبردار! ان سے بچتے رہنا! کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور اپنے فتنے کے جال میں نہ پھانس لیں۔'' (مشکوٰۃ، صفحہ:۲۸)

صاحبِ مرقات لکھتے ہیں: ''یعنی وہ جھوٹی حدیثیں پیش کریں گے، باطل احکام گھڑیں گے اور اعتقاداتِ باطلہ کو مکر وفریب سے رائج کریں گے۔''

یہ حدیث مبارکہ مرزا قادیانی اور اس کی امت پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ سورہ الفتح کی آخری آیت ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔''

اور سورۃ الصّف کی آیت نمبر:۹

''ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔''

ترجمہ:''وہ اللہ ایسا ہے، جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت (قرآن) اور دین حق (اسلام) دے کر بھیجا ہے، تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے، گو مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔''

ان دونوں آیتوں کے بارے میں مرزا قادیانی کا الہامی انکشاف یہ ہے کہ پہلی آیت میں ''محمد رسول اللّٰہ'' سے اور دوسری آیت میں ''رسولہ'' سے مراد ان کی ذات ہے۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ اپنے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں لکھتا ہے:

''حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ چنانچہ وہ مکالماتِ الٰہیہ جو براہینِ احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**''(دیکھو، صفحہ:۴۹۸، براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے، پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:''**محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحمآء بینھم**'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ:۲، ۳، روحانی خزائن، جلد:۱۸، صفحہ:۲۰۶، ۲۰۷)

سورۂ صف کی آیت:۶''وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ.''(الصّف:۶) (اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے) اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس عظیم الشان رسول کی اپنے بعد تشریف آوری کی خوشخبری دی اور جس کا نام نامی احمد بتایا، اس کا مصداق سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے (جبکہ یہ آیت نازل ہوئی) آج تک چودہ صدیوں میں مسلمانوں کے ایک متنفس کو بھی اس سے اختلاف نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:''میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔'' (مشکوٰۃ صفحہ:۵۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اسمائے گرامی محمد اور احمد ذکر فرمائے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ:۵۱۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسی بشارت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا وآخرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب وتعلق سب لوگوں سے زیادہ حاصل ہے اور یہ کہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۰۹) اسی آیت کی بنا پر اسلام کا عیسائیت کے مقابلے میں چودہ صدیوں سے معرکہ قائم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کی آمد کی بشارت دی اور جس کا ذکر (تحریف کے باوجود) انجیل سے حذف نہیں کیا جا سکا ہے، اس سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان مختصر اشارات کے بعد اب قادیانی تحریف ملاحظہ فرمائیے:

۱:-''**مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**'' آیت مرقوم الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خداتعالیٰ کی طرف سے ایک پیش گوئی کی ہے کہ ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پیش گوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتایا گیا ہے، جس کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا، ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے، جیسا کہ آپ قبل از دعوائے نبوت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

نام سے مشہور تھے، اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بتایا گیا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان، ۱۹/اگست ۱۹۱۸ء)

۲:- ”اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے؟ میرا اپنا دعویٰ ہے، اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا، بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے، اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب، احمد ہیں، چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) ہی ہیں۔“

(انوارِ خلافت، صفحہ:۲۱، مندرجہ انوار العلوم، جلد:۳، صفحہ:۸۶، از مرزا بشیر الدین محمود)

ایک جانب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پوری امت ہے اور دوسری جانب قادیانی امت کے مسیح موعود، خلیفہ نور دین اور میاں محمود احمد ہیں۔ یہ فیصلہ تو دنیا کے اہل عقل وفہم پر چھوڑتا ہوں کہ ان دونوں فریقوں میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ (تحفہ قادیانیت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جلد:۴، صفحہ:۲۳۵)

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل فرمائیں، ان کو اپنے اوپر منطبق کیا ہے۔ اس طرح بے شمار ”الہامات“ جن کے ذریعے مرزا قادیانی نے اپنی ذات، اپنے گاؤں، اپنے خاندان کی شان بیان کرنے میں وحی چوری کی ہے، سب تحریف منصبی کی صورتیں ہیں۔ اسی طرح قرآنی آیات سے ملتے جلتے مشابہ الفاظ اور قرآنی الفاظ میں لپٹے ہوئے ”الہامات اور وحیاں“ بھی تحریفِ قرآن ہی کی شکلیں ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

جن پر ہوا ہے دین مکمل، حضور ﷺ ہیں

میرے تمام مسئلوں کا حل حضور ﷺ ہیں — میری نظر کے سامنے ہر پل حضور ﷺ ہیں
سارے نبی جمیل ہیں اجمل حضور ﷺ ہیں — کامل ہیں سب کے سب مگر اکمل حضور ﷺ ہیں
جن پر ہوا ہے ختم نبوت کا سلسلہ — جن پر ہوا ہے دین مکمل، حضور ﷺ ہیں
وہ کون ہے کہ جن کے کفِ پا کی خاک ہے — مومن کی آنکھ کے لئے کاجل، حضور ﷺ ہیں
قرآں کو سب صحیفوں پہ ایسے ہی برتری — سب انبیاء سے جس طرح افضل، حضور ﷺ ہیں
مانگا تھا جو خلیلؑ نے رب سے دعاؤں میں — اسلام کے درخت کا وہ پھل، حضور ﷺ ہیں
آدمؑ سے تا مسیحؑ تھا اجمال میں نزول — اترا ہے جن پہ دین مفصل، حضور ﷺ ہیں
ہر دم ہے جن کی چشم عنایت وہ ہیں حضور ﷺ — ہم پر ہے جن کا لطف مسلسل حضور ﷺ ہیں
یا ربِ امتی ہے یہ کس کی زبان پر — امت کے غم میں مضطر و بے کل حضور ﷺ ہیں
مہتاب ہیں حضور ﷺ تو اصحاب ہیں نجوم — کرنیں ہیں آل پاک تو مشعل حضور ﷺ ہیں
سلمان اب نہ آئے گا کوئی نیا نبی
جن پر ہوا ہے در یہ مقفل حضور ﷺ ہیں

جناب سیّد سلمان گیلانی

موسمِ سرما

غنیمت بھی، نصیحت بھی!

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

موسمِ سرما کی آمد ہوچکی ہے، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں گرم کپڑوں میں لپٹے رہنے پر مجبور کردیتی ہیں، ہواؤں کے خنک جھونکوں سے طبیعت مچل جاتی ہے، حرارت کی طلب بڑھ جاتی ہے، ٹھنڈک کو دور کرنے کے لئے مختلف قسم کے لباس اور بہت ساری چیزیں استعمال کرنے میں لگ جاتے ہیں، موسم گرما کا ہو یا برسات کا ہر موسم کا لطف و مزہ الگ ہوتا ہے۔ کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ بہت خوب جانتا ہے کہ انسانوں کو گرم ہواؤں کی بھی ضرورت ہے، اور بارش سے جل تھل ہونے کی بھی، اسی طرح موسم سرما کے ذریعہ کائنات میں تبدیلی کا واقع ہونا بھی بہت اہم ہے۔ چاند، سورج، ستارے، جھاڑ، پہاڑ، ہوا، پانی سب اس کے حکم کے ماتحت ہیں، جب اس کا اشارہ ہوتا ہے کائنات کے نظام میں تبدیلی شروع ہوجاتی ہے، جب کہ سورج وہی ہے جسے روز طلوع وغروب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، لیکن وہ چاہتا ہے تو اسی سورج کی شعاعوں سے زمین کو گرم کردیتا ہے، انسانوں کو دھوپ کی شدت سے دوچار کردیتا ہے، اور جب چاہے تو پھر اسی آسمان زمین کے درمیان ماحول اور موسم کو نہایت سرد اور ٹھنڈا کردیتا ہے، خدا کی قدرت، اس کی عظیم بادشاہت کے یہ انوکھے مناظر اور نظام کائنات کی حیرت انگیز تبدیلیاں انسانوں کو بے شمار عبرت و نصیحت کا پیغام دیتی ہیں اور اپنے عظیم خالق و مالک کا پتہ بتاتی ہیں کہ اس کائنات کا چلانے والا رب کتنا عظیم ہے۔

موسموں کی تبدیلی اور حرارت و برودت کی کیفیات انسانوں کے لئے نصیحت کا پیغام ہیں۔ عموماً اس جانب توجہ نہیں دی جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کے ذریعہ انسانوں کو کیا سکھایا اور کیا سمجھایا ہے، عقل مند و دانا وہ ہے جو کائنات میں پیش آنے والی ہر تبدیلی سے سبق لیں اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنیں۔ دنیا میں سردی یا گرمی کی شدت اور سختی جو پیش آتی ہے اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے سانس لینے اور اس کے جوش کو قرار دیا۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ کیوں کہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا کہ) دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ (میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتی کہ) میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جارہے ہیں، (لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں) اللہ تعالیٰ نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی جازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں۔ لہٰذا تم جو گرمی محسوس کرتے ہو دوزخ کی لو کا اثر ہے۔ (بخاری: حدیث نمبر ۵۰۶)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''دنیا میں ہم جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں اس کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں جنہیں ہم خود بھی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور کچھ باطنی اسباب ہوتے ہیں جو ہمارے احساس وادراک کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کبھی کبھی ان کی طرف اشارے فرماتے ہیں، اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ: گرمی کی شدت آتش دوزخ کے جوش سے ہے، یہ اسی قبیل کی چیز ہے، گرمی کی شدت کا ظاہری سبب تو آفتاب ہے اور اس کو ہر شخص جانتا ہے اور کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا، لیکن عالم باطن اور عالم غیب میں اس کا تعلق جہنم کی آگ سے بھی ہے، اور یہ ان حقائق میں سے ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام ہی کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں۔'' (معارف الحدیث: ۳/۱۲۸)

جس طرح دنیا میں بہت زیادہ دھوپ اور گرمی انسانوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے، اسی طرح موسم سرما کا اعتدال سے نکل جانا بھی سخت اذیت کا باعث ہوتا ہے، گرمی اور سردی یہ دو مظاہر ہیں کہ ان کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ انسانوں کو عذاب دیتا ہے، عموماً گرمیوں میں تو اس کا احساس ہوتا ہے، لو کی تپش اور دھوپ کی سختی سے

لوگوں کو جہنم کی ہولناکی یاد آجاتی ہے لیکن سردیوں کی بہت زیادہ شدت ذہن و دماغ کو اس طرف نہیں لے جاتی۔ جب کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو جنت میں ملنے والے سکون و راحت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''متکئین فیھا علی الارائک لایرون فیھا شمسا ولا زمھریا۔''

(الدھر:۱۳)

ترجمہ:''وہ ان باغوں میں آرام دہ اونچی نشستوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، جہاں نہ وہ دھوپ کی تپش دیکھیں گے، اور نہ کڑاکے کی سردی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں جنتیوں کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا اور وہاں کا موسم نہایت خوشگوار اور متعدل ہوگا۔

زمہریر سے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ ''بیشک! جہنم کا ایک عذاب ایسا ہوگا جس میں ٹھنڈک ہوگی اور وہ ''زمہریر'' ہے جس میں (سردی کی شدت کی وجہ سے) ہڈیوں سے گوشت گر جائے گا، یہاں تک کہ لوگ جہنم کی گرمی کی فریاد کریں گے۔ حضرت مجاہدؒ سے منقول ہیں کہ:''زمہریر'' وہ (شدید ٹھنڈک کا) عذاب ہے جس کی ٹھنڈک کو چکھنے کی بھی لوگوں میں طاقت نہ ہوگی۔ (صفۃ النار:۱۰۰، باب الوان العذاب، دار ابن حزم بیروت)

غرض یہ کہ جس طرح ہولناک آگ جہنم کا ایک عذاب ہے، اسی طرح خطرناک سردی بھی عذاب ہی کی ایک قسم ہے، جہنمیوں کو مختلف قسم کے عذابات دیئے جائیں گے۔ دنیا کی شدید سردی انسان کو جہنم کی سردی کی یاد دلانی چاہئے، اور اس کے نتیجہ میں جس طرح وہ ظاہر بدن کو سردی کی شدت سے بچانے کے لئے اسباب جمع کرتا ہے اور کوشش و فکر میں لگا رہتا ہے، اسی طرح اس کو چاہئے کہ آخرت کے سخت ٹھنڈے عذاب سے بھی بچ جائے اور اس کے لئے وہ اعمال کرنے کی فکر کریں جس سے اس عذاب سے بچا جاسکتا ہے۔

سردیوں کا موسم جہاں انسانوں کی ضرورت ہے وہیں اس کے اللہ تعالیٰ نے فائدے بھی رکھے ہیں، سردیوں میں دن چھوٹا ہوتا ہے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں، جہاں بہت سے کام کرنے میں رات کا بڑا حصہ مددگار ہوتا ہے وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت، قرآن کریم کی تلاوت، دعا و مناجات کے لئے کافی وقت انسان کو میسر آجاتا ہے، قدر کرنے والے اس کی بہت قدر کرتے ہیں اور سردیوں کی راتوں میں خوب عبادتوں کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:''الشتاء ربیع المومن قصر نھارہ فصام وطال لیلہ فقام۔'' (شعب الایمان للبیہقی:۳۶۹۳) سردی کا موسم مومن کے لئے بہار کا موسم ہے، چناں چہ اس کے دن چھوٹے ہوتے ہیں تو وہ روزہ رکھتا ہے اور راتیں طویل ہوتی ہیں تو وہ قیام کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں،''الشتاء غنیمۃ العابدین''... سردی کا موسم عبادت کرنے والوں کے لئے غنیمت (لوٹنے کا موسم) ہے...۔ (سردی کا موسم، ص:۲۰)

سردیوں میں عبادت یا اعمال انجام دینے کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے، موسم کی ٹھنڈک کی وجہ سے پانی بھی نہایت سرد ہو جاتا ہے، ایسے میں جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دوہرے اجر کی بشارت دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے سخت سردی میں کامل وضو (یعنی سنت کے مطابق) کیا، اس کے لئے اجر کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: تین چیزیں خطاؤں اور گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور درجات بلند کرتی ہیں: (۱) سخت سردی کی ناگواری میں کامل وضو کرنا، (۲) مسجد میں دور سے چل کر آنا، (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (مسلم:۲۵۳)

سردی کے موسم میں رات کے وقت ہر کوئی چاہے گا کہ گرم لحاف میں لپٹا ہوا ہو، بہترین گرم سوئیٹر اس کے پاس موجود ہو، جب کسی کام اور ضرورت سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آئے تو تمام تر حفاظتی و احتیاطی تدابیر کے ساتھ باہر نکلیں، لیکن اس دنیا میں ایسے کتنے لوگ ہیں کہ جن کے پاس سر چھپانے کی چھت نہیں، آرام کرنے کے لئے نرم و گرم بستر نہیں، سردی کی سخت راتوں میں ضرورت مند و مجبور سڑکوں کے کنارے، فٹ پاتھ پر، بس اسٹاپ پر اکڑے ہوئے سو رہے ہوں گے، جن کے پاس نہ گرم کپڑے ہیں اور نہ ہی گرم بستر، ایسے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سردی کی سخت راتوں میں ان ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھیں، ان کی سردی کو بھی دور کرنے کی کچھ کوشش کریں، اگر کچھ نیا نہیں دے سکتے تو کم از کم پرانا غیر استعمال ہی صحیح ان کو پہنا دیں تاکہ وہ بھی سردی کی سختیوں سے بچ سکیں۔ سردی کا موسم انسانی ہمدردی کے جذبہ کو

بھی پروان چڑھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم زمین والوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔'' (ابوداؤد: ۲۹۲۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو عریانی کی حالت میں کپڑے پہنائے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں سبز جوڑے عطا کرے گا، جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں پھل اور میوے کھلائے گا، اور جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس شرابِ طہور پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔'' (ترمذی: ۶۸۳۲)

لکھا ہے کہ ترکی اور بلغار میں آج بھی سردیاں آتے ہی خلافتِ عثمانیہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے اہل خیر گرم کپڑے درختوں پر لٹکا دیتے ہیں جن پر ایک پرچی لکھی ہوتی ہے کہ ''جو مستحق ہے وہ پہن لے۔''

علامہ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' میں مشہور تابعی حضرت صفوان بن سلیمؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ سردی کے موسم میں ایک رات مسجد سے باہر نکلے، دیکھا کہ ایک شخص سردی سے کانپ رہا ہے اور اس کے پاس اپنے آپ کو سردی سے بچانے کے لئے کپڑے تک نہیں ہیں، چناں چہ انہوں نے اپنی قمیص اتار کر اس شخص کو پہنا دی، اسی رات بلاد شام میں کسی نے خواب دیکھا کہ حضرت صفوان بن سلیمؒ صرف اسی قمیص کے صدقہ کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے۔ وہ شخص اسی وقت مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ آکر حضرت صفوان بن سلیمؒ کا پتہ پوچھا اور اپنا خواب بیان کیا۔ (صفۃ الصفوۃ: ۱/۵۸۳ بحوالہ سردی کا موسم: ۸۱ از محمد سلمان غفرلہ) جس طرح ٹھنڈے موسم میں گرم چیزیں ہمیں پسند ہوتی ہیں اسی طرح ضرورت مندوں کے لئے اس کا اہتمام کرنے کی فکر اور کوشش کرنا یہ ہماری ذمہ داری ہے اور موسم سرما کا ایک سبق ہے۔

موسم سرما میں چوں کہ دن کا وقت مختصر ہو جاتا ہے، اور رات کا وقت کافی طویل، اس لئے اوقات کی قدر دانی کرنا چاہئے، لمبی لمبی راتوں کو فضول گپ شپ، لایعنی مشغلوں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا کی ہے تو اسے کار آمد بنانے کی فکر ہونی چاہئے، رات کے اوقات میں بہت سارے کام لکھنے، پڑھنے اور اعمال وعبادت انجام دینے کے ہوسکتے ہیں تو اس کا کچھ نظام بنا کر استعمال کرنا چاہئے تا کہ اتنی قیمتی راتیں بے کار نہ جائیں۔ کیا پتہ کہ زندگی میں آئندہ یہ ماہ و سال نصیب ہوں گے یا نہیں؟

حضرت حسن بصریؒ ایک مرتبہ ایک جنازے میں شریک ہوئے، تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اس شخص پر جو آج جیسے دن (موت کے دن) کے لئے تیاری کرے۔ آج تو تم لوگ وہ سب کچھ کرسکتے ہو جو تمہارے یہ بھائی نہیں کرسکتے، جو قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔ اپنی صحت اور فرصت کو غنیمت سمجھو اور نیک عمل کرلو، اس سے پہلے کہ گھبراہٹ اور حساب کتاب کا دن آپہنچے۔''

دین اور دنیا کی کامیابی اور بلند مقاصد کے حصول کے لئے وقت کا صحیح استعمال لازم ہے، سردیوں میں اگر دن کے اوقات زیادہ کام نہیں ہو پائے تو رات کا حصہ استعمال میں آسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرنی چاہئے تا کہ کوئی موسم اور کوئی دن و رات، ماہ و سال ہمارے لئے نہ دنیوی مشقت کا ذریعہ ہو اور نہ ہی آخرت کے عذاب کا سبب۔ اللہ تعالیٰ تکلیفوں کو دور کرے اور راحتوں سے ہمکنار کرے اور امتحان وآزمائش سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

☆☆........................☆☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گڑھی یٰسین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس مدرسہ مجیدیہ گڑھی یٰسین میں مولانا عبدالحکیم مہر کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز حافظ محمد صابر اگائی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہدیۂ نعت حاجی امداد اللہ پھلپھوٹو، حافظ اشفاق احمد اور سجاد احمد عباسی نے پیش کیا۔ علماء کرام میں حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی پیر شریف، حضرت مولانا عبداللہ مہر سومرائی شریف، حضرت مولانا سائیں مرشد اول شاہ امروٹی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا عبداللہ عباسی خیر پور، مولانا حفیظ الرحمٰن شیخ پنو عاقل و دیگر علماء کرام نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کر کے بتادیا کہ اس عقیدہ کے لئے جان کی بازی لگانے سے گریز نہ کیا جائے۔ آخری بیان مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا ہوا۔ مولانا عبدالحلیم مہر نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ادا کئے۔ مولانا تاج محمد معرفانی اور مفتی لال محمد مہر نے علماء کرام کا استقبال کیا، مدرسہ مجیدیہ گڑھی یٰسین کے طلبا نے کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے بھرپور محنت کی۔

فرانس کے تجارتی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

فرانسیسی مصنوعات کے بائیکاٹ کے حوالہ سے بعض دوستوں نے سوال کیا ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی ایسا ہوتا تھا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ایسا اس زمانے میں بھی ہوتا تھا اور معاشی بائیکاٹ اور ناکہ بندی جنگ وجہاد کا حصہ ہی تصور کی جاتی تھیں۔ اس حوالہ سے چند واقعات کا مختصراً تذکرہ کرنا چاہوں گا۔

قریش کے تمام خاندانوں نے بنو ہاشم سے مطالبہ کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت وحفاظت سے دستکش ہو جائیں اور انہیں قریش کے حوالہ کر دیں تاکہ وہ اپنے پروگرام کے مطابق نعوذ باللہ انہیں شہید کر سکیں۔ بنو ہاشم کے انکار پر ان خاندانوں نے ایک معاہدہ کے تحت اجتماعی فیصلہ کیا کہ وہ بنو ہاشم اور ان کے حلیفوں کے ساتھ اس وقت تک سوشل بائیکاٹ کریں گے جب تک وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ اس معاہدہ میں (۱) رشتوں کا لین دین، (۲) باہمی تجارت، (۳) اور ایک دوسرے کے پاس آنے جانے کی ممانعت شامل تھی۔ اس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے۔ یہ بائیکاٹ تین سال جاری رہا تھا جس کی بہت سی تفصیلات حدیث و تاریخ کے ریکارڈ میں موجود ہیں مگر یہ مہم ناکام رہی تھی۔

اسی دوران حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خفیہ طور پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا مگر اس کا اعلان حرم مکہ میں قریش کے اجتماع میں کیا تو انہیں لوگوں نے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ اس زدوکوب کے باعث وہ موت کے قریب پہنچ گئے تھے کہ بنو ہاشم کے حضرت عباسؓ نے جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے انہیں لوگوں کے نرغے سے نکالا اور ان سے کہا کہ بنو غفار کے ایک شخص کو تم قتل کر رہے ہو یہ قبیلہ تمہارے تجارتی راستے میں ہے وہ شام کی طرف تمہاری تجارتی آمد ورفت روک دیں گے، اس پر لوگ پیچھے ہٹ گئے اور حضرت ابوذر غفاریؓ ان کی گرفت سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

ہجرت کے بعد انصار کے بنو اوس قبیلہ کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو ابو جہل نے انہیں یہ کہہ کر عمرہ سے روکنا چاہا کہ تم لوگوں نے نعوذ باللہ ہمارے بھگوڑوں (مہاجرین) کو پناہ دے رکھی ہے اس لئے میں تمہیں عمرہ نہیں کرنے دوں گا۔ حضرت سعد بن معاذؓ کے ساتھ اس موقع پر ابو جہل کا یہ تکرار بخاری شریف کی ایک روایت میں مذکور ہے جس

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شکارپور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بعد نماز عشاء جامع مسجد بلال شکارپور میں حضرت مولانا قاری مجیب الرحمٰن مدنی کی زیر صدارت اور حضرت مولانا محمد یوسف سومرو کی زیر نگرانی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، ہدیۂ نعت سندھ کے مشہور نعت خواں حاجی امداد اللہ پھلپھوٹو نے پیش کیا۔ علماء کرام میں لاڑکانہ کے مبلغ ختم نبوت مولانا ظفر اللہ سندھی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ ختم نبوت محمد حسین ناصر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا علی شیر بروہی، ترجمان ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور یادگار اسلاف حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی پیر شریف کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے اور اس کا تحفظ کرنا ہماری ذمہ داری بھی ہے اور سعادت بھی۔ اگر ہم یہ کام نہ کریں گے تو پھر بقول علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کہ: ''ہم سے گلی کا کتا بھی اچھا ہوگا'' علماء کرام نے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت دراصل اپنے ایمان، اپنی نسلوں کے ایمان کا تحفظ ہے۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا محمد یوسف سومرو کے ساتھ بلال مسجد کی انتظامیہ اور شکارپور کے علماء کرام نے بھرپور تعاون کیا جزاک اللہ۔

کے مطابق جب حضرت سعد بن معاذؓ نے ابوجہل سے جب کہا کہ میرے ساتھ زیادہ چھیڑ چھاڑ کی تو ہم تمہارے تجارتی راستے میں بیٹھے ہیں میرا قبیلہ شام کی طرف تمہاری تجارتی آمدورفت روک دے گا، اس پر ابوجہل پیچھے ہٹ گیا۔

غزوۂ بدر اسلام کا سب سے فیصلہ کن معرکہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ''یوم الفرقان'' فرمایا ہے۔ اس کا آغاز ہی معاشی ناکہ بندی کے پروگرام سے ہوا تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ حضرت ابوسفیانؓ کی سربراہی میں شام جا رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے راستے میں روکنے کا فیصلہ کر لیا جس کی خبر ملنے پر قریش نے ابوجہل کی قیادت میں قافلہ کی حفاظت کے لئے لشکر روانہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدف تجارتی قافلہ تھا اور ابوجہل کے لشکر کا ہدف قافلہ کی حفاظت تھا مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں کا آمنا سامنا بدر کے میدان میں کرا دیا جو کفر و باطل کا پہلا جنگی معرکہ ثابت ہوا۔

☆......غزوۂ احزاب میں قریش نے مختلف عرب قبائل کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا اور لوگوں کی آمد ورفت کے ساتھ ساتھ اشیاء ضرورت کی رسد بھی روک دی جیسا کہ جنگی محاصروں میں ہوتا ہے، مگر ایک ماہ تک محاصرے کے بعد قریش ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔

☆...... یمامہ کے علاقہ میں بنوحنیفہ قبیلہ کے سردار ثمامہ بن اثالہ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں مسلمان مجاہدین کے ایک دستے نے انہیں گرفتار کر کے مدینہ منورہ پہنچا دیا جہاں تین دن قید رہ کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں ان کے قبول اسلام کی خبر عام ہونے پر قریش نے ان سے تعرض کرنا چاہا تو انہوں نے اعلان فرما دیا کہ اگر مجھے کچھ ہوا تو تمہارے پاس یمامہ سے جو غلہ آتا ہے وہ روک دیا جائے گا اور گندم کا ایک دانہ بھی تم تک نہیں پہنچ پائے گا۔ یہ اعلان کر کے وہ اپنے علاقہ میں واپس گئے اور گندم کی آمدورفت روک دی اور ناکہ بندی کر دی جس پر قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بھیج کر یہ ناکہ بندی کھلوانے کی گزارش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ بن اثالہ کو باقاعدہ خط لکھ کر یہ ناکہ بندی ختم کرائی۔

☆......حدیبیہ کے معاہدہ میں قریش نے یہ غیر منصفانہ اور یکطرفہ شرط شامل کرائی تھی کہ ان کا کوئی شخص مدینہ منورہ جائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے، مگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ آئے گا تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔ اس کے بعد ایک صحابی حضرت ابوبصیرؓ مدینہ منورہ آئے تو قریش نے انہیں واپس لانے کے لئے دو آدمی بھیجے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کے مطابق حضرت ابوبصیرؓ کو ان کے ساتھ واپس بھجوا دیا۔ حضرت ابوبصیرؓ راستہ میں ان میں سے ایک کو قتل کر کے پھر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں قریش کے مطالبہ پر واپس کر دیا۔ حضرت ابوبصیرؓ نے راستہ میں قریش کے وفد سے فرار ہو کر ایک جگہ ٹھکانہ کر لیا اور مکہ مکرمہ جانے سے انکار کر دیا۔ اب مکہ مکرمہ میں جس مسلمان کو معلوم ہوتا کہ ایک آزاد ٹھکانہ راستے میں بن گیا ہے تو وہ وہاں پہنچ جاتا اس طرح کچھ ہی عرصہ میں اچھا خاصا گروہ وہاں جمع ہو گیا۔ وہ ٹھکانہ قریش کے تجارتی راستے میں تھا، انہوں نے قافلوں کو روکنا شروع کر دیا جس سے قریش کی تجارت متاثر ہونے لگی۔ چنانچہ قریش نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باقاعدہ وفد بھیج کر معاہدہ کی وہ شرط واپس لینے کا اعلان کیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ منورہ بلا لیا۔

(روزنامہ اسلام، ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

ختم نبوت کانفرنس، میرو خان ضلع لاڑکانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام محمدی مسجد میرو خان میں حضرت مولانا منیر احمد پنور کی زیر صدارت عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، تلاوت و نعت کے بعد مقامی علماء کرام کے بیان ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ الحمدللہ! آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین قریہ قریہ، شہر شہر پورے ملک میں ختم نبوت کا جھنڈے اٹھائے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت اور مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی دنیا کے جس ملک میں گئے وہاں جا کر اپنے دجل کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے وہاں جا کر مسلمانوں کو بتایا کہ مرزا قادیانی دجال تھا، کذاب تھا، جو اس کی پیروی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ صراطِ مستقیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کو خاتم النبیین ماننے میں ہے۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے حضرت مولانا منیر احمد پنوران کے مدرسہ کے اساتذہ کرام وطلبا اور محمدی مسجد کی انتظامیہ نے بھرپور تعاون کیا، حضرت مولانا منیر احمد کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی تعلیمات اور انسانیت نوازی

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اسلام دین فطرت ہے جو ہمیشہ اعتدال و میانہ روی کو پسند کرتا ہے، امن و آشتی کا درس دیتا ہے اور محبت و رواداری کے ذریعے سماجی زندگی کو پروان چڑھانے کی تاکید کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام کی جملہ تعلیمات و ہدایات کا خلاصہ اور نچوڑ اگر دو لفظوں میں پیش کیا جائے تو بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہی سارے دین کا لب لباب اور ماحصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہؓ اور تابعینؒ نے اسی کی تعلیم دی، محدثین کرام اور فقہائے عظام نے اسی کی تلقین کی اور اسی کے ذریعہ اکابر و اسلاف نے دنیائے انسانیت کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جہاں ایک طرف دین کی حفاظت و صیانت میں علماء امت نے علم و تحقیق اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ مختلف کارہائے نمایاں انجام دیئے، وہیں دوسری طرف اسلام کی نشر و اشاعت میں اخلاق و کردار، اعلیٰ ظرفی اور انسانیت نوازی کے ذریعہ صوفیائے کرام و اولیائے عظام نے کلیدی کردار ادا کیا۔ بلاشبہ ان بزرگان دینؒ نے کتاب و سنت کی روشنی میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کو اپنے لئے نمونہ بنایا اور اپنے عمدہ اخلاق و پاکیزہ کردار کی قوت سے ہزاروں گم کردہ راہ انسانوں کو حلقہ بہ گوش اسلام کیا۔ انہی قابل قدر، بلند رتبہ ہستیوں میں پانچویں صدی کے مسیحا صفت بزرگ، شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ بھی سرفہرست ہیں۔ آپ کا دور مسلمانوں کے سیاسی نشیب و فراز، مذہبی کشمکش، مادیت پرستی اور اخلاقی بے راہ روی کے عروج کا دور تھا۔ ان حالات میں آپ نے علم کی ترویج اور امت کی روحانی تربیت کے ساتھ ایک خاموش انقلاب برپا کیا۔ آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی کو عیاں اور فکر آخرت کو اجاگر کیا۔ تجدید و احیائے دین کے لئے آپ کی انہی کوششوں کی وجہ سے ہی آپ کو محی الدین کے لقب سے یاد کیا گیا۔

آپ کے مواعظ و دروس نہ صرف مسلمانوں کے لئے موجب تسکین اور باعث اطمینان و یقین تھے؛ بلکہ غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے، چناں چہ بغداد کی آبادی کا ایک بڑا حصہ آپؒ کی تعلیمات سے متاثر ہوا۔ ہزاروں لوگ آپؒ کے دست مبارک پر سچی توبہ کر کے ہدایت یافتہ بنے اور کثیر تعداد میں مشرک، ملحد اور کافر توحید الٰہی سے آشنا اور دولت اسلام سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ آپ ہفتے میں تین دن (جمعہ کی صبح، منگل کی شام اور اتوار کی صبح) خطاب فرماتے، ابتدائی زمانے میں صرف دو یا تین آدمی سننے والے ہوتے؛ مگر آپ نے استقامت کے ساتھ وعظ و تذکیر کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ پھر لوگوں کا ہجوم اس قدر بڑھا کہ جگہ تنگ ہوگئی۔ بعد ازاں عیدگاہ میں خطاب شروع کیا گیا وہ بھی ناکافی ہوئی تو شہر سے باہر کھلے میدان میں اجتماع ہونے لگا اور ایک ایک مجلس میں ستر ہزار کے قریب سامعین جمع ہونے لگے۔ چار سو افراد قلم و دوات لے کر آپ کے ملفوظات جمع کیا کرتے تھے۔ (ملخص از اخبار الاخیار)

حضرت شیخ معمر جرادہؒ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے بڑھ کر عمدہ اخلاق والا، وسیع سینے والا، کریم النفس، مہربان دل، حافظ عہد و محبت نہیں دیکھا۔ آپ باوجود عالی مرتبہ، وسیع علم کے چھوٹوں کی تعظیم کرتے تھے، سلام میں پہل کرتے، ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے، فقراء سے تواضع کے ساتھ پیش آتے، کسی بڑے دنیادار آدمی کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور کسی وزیر و سلطان کے دروازہ پر کبھی نہ جاتے۔

شیخ عبداللہ جبائیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق افضل و اکمل ہے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا، اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں

تو شام تک ان میں سے ایک دینار بھی نہ بچے، غریبوں محتاجوں میں تقسیم کردوں اور لوگوں کو کھانا کھلاؤں۔(قلائد الجواہر)

حضرت شیخ اپنے مواعظ میں ایک مقام پر بندگان خدا کے ساتھ خیر خواہی کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صاحبو! میرا کہنا مانو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں جس حالت میں ہوں یکسو ہوں، مجھ کو متہم مت کرو کیونکہ میں تمہارے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔(متفق علیہ)

یہ ارشاد ہے ہمارے سردار کا، ہمارے افسر کا، ہمارے حاکم کا، ہمارے سپہ سالار کا، ہمارے سفیر کا، ہمارے شفیع کا، اور اس پیارے رسول کا جو زمانہ آدم سے لے کر قیامت تک کے سارے پیغمبروں اور نبیوں کا سردار ہے، کہ نفی فرما دی کمال ایمان کی اس شخص سے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس جیسی چیز کو محبوب نہ سمجھے جس کو اپنے لئے محبوب سمجھ رہا ہے، پس جب تو نے اپنے نفس کے لئے تو مزیدار کھانے اور نفیس کپڑے، اچھے مکان، حسین صورتیں اور ہر قسم کے بہ کثرت اموال کو محبوب سمجھا اور اپنے بھائی مسلمان کے لئے ان کے برخلاف پسند کیا تو اپنے کمال ایمان کے دعوے میں تو جھوٹا ہے۔

اے کم عقل! تیرا پڑوسی فقیر ہے اور تیرے متعلقین حاجت مند ہیں، اور تیرے پاس اتنا مال موجود ہے جس پر زکوۃ واجب ہے اور تجھ کو تجارت میں ہر روز نفع حاصل ہوتا ہے جو دن بدن روبہ ترقی ہے، اور تیرے پاس تیری ضرورت سے زائد موجود ہے، اس پر بھی ان کو نہ دینا درحقیقت ان کے فقر پر جس میں وہ مبتلا ہیں، رضا مند ہونا ہے (اور یہی دعویٰ کمال ایمان کے کذب کی شناخت ہے) لیکن جب تیرا نفس، تیری خواہش اور تیرا شیطان تیرے پیچھے لگا ہوا ہے تو بے شک خیرات کرنا تیرے لئے آسان نہیں ہے۔(مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ص:۱۱۰)

ایک اور مقام پر اللہ والوں کی علامت و نشانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ والوں کا شغل سخاوت اور مخلوق خدا کی راحت کا سامان کرنا ہے، وہ لوٹنے والے ہیں اور خوب لٹانے والے ہیں کہ حق تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو لوٹتے ہیں اور فقراء ومساکین پر جو تنگی میں مبتلا ہیں لٹا دیتے ہیں، ان قرض داروں کی طرف سے جو اپنے قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہیں ان کے قرض ادا کرتے ہیں، درحقیقت بادشاہ تو یہ ہیں نہ کہ شاہانِ دنیا، کیونکہ یہ صرف لوٹتے ہیں اور لٹاتے نہیں۔ اللہ والے جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اس میں اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور جو موجود نہیں رہتا اس کے منتظر رہتے ہیں کہ کب آئے اور کب خیرات کریں، اور اللہ والے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لیتے ہیں نہ کہ مخلوق کے ہاتھوں سے۔(ایضاً، ص:۲۰۲)

دوران وعظ بنی اسرائیل کی ایک حکایت ذکر کر کے یوں درس موعظت دیتے ہیں:

حکایت ہے کہ بنی اسرائیل ایک مرتبہ تنگ حالی میں مبتلا ہوئے تو سب کھڑے ہو کر اپنے نبی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کوئی کام بتائیے جس سے حق تعالیٰ شانہ راضی ہو، ہم اس کو انجام دیں اور وہ ہماری اس مصیبت کے رفع ہو جانے کا سبب بن جائے۔ پس نبی نے حق تعالیٰ شان سے اس کام کی بابت سوال کیا تو حق تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ: ان سے کہہ دو کہ اگر تم میری خوشنودی چاہتے ہو تو مساکین کو راضی کرلو، پس اگر تم نے ان کو راضی کرلیا تو میں راضی ہو جاؤں گا، اور ان کو ناراض رکھا تو میں ناراض رہوں گا۔

سنو اے عقل والو! تم ہمیشہ مساکین کو ناراض رکھتے ہو اور پھر حق تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو، اس کی خوشنودی تمہارے ہاتھ بھی نہیں آئے گی تم ہر پہلو سے اس کی ناراضی میں ہو، میرے کلام کی روشنی پر ثابت قدم رہو کہ ضرور فلاح پاؤ گے، ثابت قدمی ہی روئیدگی ہے کہ درخت ثابت قدم رہ کر ہی پھل پھول پاتا ہے۔

(ایضاً، ص:۲۲۶)

خلاصۂ کلام:

موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنے احوال کا جائزہ لیں کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام لیوا ہوتے ہوئے ان کی تعلیمات پر کس درجہ عمل پیرا ہیں؟ ہمسایوں کے حقوق، یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، بیواؤں کی خبر گیری، غیر مسلموں کے درمیان دعوتی سرگرمی وغیرہ پر مشتمل تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کا خیال تو درکنار ہم صبح وشام اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے ساتھ باہم دست وگریباں ہیں، معمولی مسائل کو لے کر اختلافات کی خلیج کو وسیع کرنے کے درپے ہیں، بلند کردار اور اچھے اخلاق تو جیسے عنقا ہو چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دل میں شوق اچھے کہلانے کا نہیں،

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

صبر کے درجات

بیان: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ایک موقع پر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفویض اور تسلیم کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا، یہ حضراتِ صوفیاء کی اصطلاحات ہیں، اور قرآنِ کریم میں بھی یہ لفظ آیا ہے: ''وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ'' (المؤمن:۴۴) (میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے) اس کو ''تفویض وتسلیم'' کہتے ہیں، یعنی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا اور مالک کی جانب سے جو معاملہ ہو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردینا۔ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: نہ تو نعمتوں کو حاصل کرنا اپنے لئے اختیار کرو اور نہ مصائب کو دفع کرنا اپنے لئے تجویز کرو، نعمتیں تم تک بہرحال پہنچیں گی، جو تمہاری قسمت میں لکھی جاچکی ہیں، خواہ تم ان کے لئے تگ ودو کرو یا نہ کرو، محنت کرو یا نہ کرو، اور مصیبتیں اور تکالیف تم تک آکر رہیں گی خواہ تم ان کو ناگوار سمجھو، ان پر بے قراری کا اظہار کرو یا جو چاہو کرو، یہ مصائب اور تکالیف تم سے ٹل نہیں سکتیں، اس لئے اگر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے کوئی نعمت آئے تو اس کا استقبال شکر کے ساتھ کرو اور اگر کوئی مصیبت آئے تو اس کا استقبال صبر کے ساتھ کرو۔ لیکن اس معاملے میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں۔

رونا نہ آئے تو شکل ہی بنالو:

سب سے پہلا درجہ ہے تصبر، یعنی تکلیف کے ساتھ صبر کرنے کی اور اسے سہارنے کی کوشش کرنا، اگر آدمی سے صبر نہ ہوسکے تو صابروں کی سی شکل وصورت بنالینا، جو حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہیں ان کی شکل وصورت بنالینا بھی اللہ کے یہاں بڑا محبوب ہے، ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اُبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا''

(ابنِ ماجہ، ص:۳۰۹)

ترجمہ:...''رویا کرو، اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی شکل بنالو۔''

اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا چاہئے، لیکن ہمیں رونا نہیں آتا، آنکھوں میں آنسو نہیں آتے، دِل میں رقت پیدا نہیں ہوتی، بھائی! اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی سی شکل تو بنالو، اللہ تعالیٰ اس بہانے سے رونا بھی عطا فرمادیں گے۔ ہمارے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوّر اللہ مرقدہٗ وقدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے اکابر میں دو بزرگوں کو آخر شب میں آواز سے روتے دیکھا ہے، ایک اپنے والد ماجد حضرت مولانا یحییٰ کو، دُوسرے شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی کو، رحمہما اللہ تعالیٰ، یہ دونوں بزرگ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے اور بلبلاتے جیسے کسی بچے کی پٹائی ہو رہی ہو اور وہ رو رہا ہو، لیکن دن کے وقت اور لوگوں سے ملتے وقت ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ تو اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو واقعۃً اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کا حق ادا کرتے ہیں، اللہ کے سامنے رونا اپنی عبدیت کا اظہار کرنا ہے، حضرتِ شیخ رحمہ اللہ کے یہ الفاظ کہ: ''جس طرح بچے کی پٹائی کی جارہی ہو'' بڑے عجیب الفاظ ہیں۔

تو رونے والے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے ہیں، تمہیں اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی شکل ہی بنالو، اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ اور اگر گڑگڑانے کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو اللہ کے سامنے گڑگڑانے کی شکل بنالو، اور اگر اصل بھی نہیں ہوتی اور نقل بھی نہیں تو پھر پیچھے کیا باقی رہا...؟

حضرت بنوریؒ کا جماعت نہ ملنے پر رونا:

ایک دن ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عصر کی جماعت رہ گئی، کیونکہ معتقدین تو بڑا ہجوم کرتے ہیں، پھر ماشاء اللہ جمعہ کے دن تو کیا ہی کہنے؟ غالباً کسی دُکان کا افتتاح تھا، حضرتؒ کو لے گئے، حضرتؒ نے فرمایا: بھائی! جمعہ کی عصر کی جماعت اپنی مسجد میں پڑھتا ہوں، میری عصر کی نماز جماعت سے نہ رہ جائے،

انہوں نے کہا کہ: نہیں جی! ہم پہنچائیں گے۔ لے جاتے وقت تو لوگ بہت مستعد ہوتے ہیں، اپنے کام کا خیال ہوتا ہے دُوسرے کا خیال نہیں ہوتا۔ حضرت بنوریؒ جب واپس پہنچے تو نماز ہوچکی تھی، اس پر حضرتؒ بڑا روئے، اس دن میں نے حضرتؒ کو خوب روتے ہوئے دیکھا، بہت روئے اور فرمانے لگے کہ: ہمارے پاس اصل تو ہے نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہے، نماز تو ہمیں پڑھنی آتی نہیں، بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرلیتے ہیں، یہ نقل بھی ہمارے پاس نہ رہے تو پھر ہمارے پاس کیا رہا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، ہمیں اس چیز کی قدر نہیں۔

آنحضرت ﷺ کا تکبیرِ تحریمہ کا اہتمام:

پوری زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین مواقع پر تکبیرِ تحریمہ میں شامل نہیں ہوسکے، ایک دفعہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حضرت بلالؓ سے فرما گئے تھے کہ نماز کا وقت ہوجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر سے کہنا نماز پڑھادیں گے۔ چنانچہ نماز کا وقت ہوا، حضرت بلالؓ نے اَذان کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا: "نَعَمْ اِنْ شِئْتَ" (ہاں! اگر تم کہو تو پڑھادیں گے)۔ چنانچہ کچھ دیر اِنتظار کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: نماز پڑھائیے! انہوں نے نماز شروع کردی، نماز ابھی شروع ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو توجہ دِلانے کے لئے تالیاں پیٹنا شروع کردیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، "وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ" (حضرت ابوبکرؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کو کسی اور چیز کی طرف اِلتفات نہیں ہوتا تھا)۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنبہ ہوا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: "کھڑے رہو!" انہوں نے اظہارِ تشکر کے لئے دُعا کے انداز میں ہاتھ اُٹھائے اور پھر پیچھے ہٹ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھادی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: "تم لوگ تالیاں کیوں بجا رہے تھے؟ جب تم میں سے کسی کو نماز میں کوئی چیز پیش آجائے یعنی اِمام کو متنبہ کرنے کی ضرورت ہو تو تسبیح کہا کرو، کیونکہ جب تسبیح کہی جائے گی تو اِمام کو تنبہ ہوجائے گا، "فَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ" (تالیاں بجانے کا حکم عورتوں کے لئے ہے، مردوں کے لئے نہیں)، مردوں کے لئے تسبیح ہے یعنی "سبحان اللہ" کہے۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: جب میں نے کہا تھا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاؤ تو تم پیچھے کیوں ہٹے؟ انہوں نے عرض کیا:

"مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

ترجمہ:... "ابوقحافہ کے بیٹے سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہوکر نماز پڑھائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہوں اور میں نماز پڑھاؤں، یہ میرے بس کی بات نہیں، اس قسم کا ایک واقعہ مرض الوفات میں بھی پیش آیا تھا، طبیعت مبارک ٹھیک نہیں تھی، طبیعت پر ثقل تھا، اس لئے مسجد میں تشریف نہیں لاسکتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نماز پڑھاتے تھے، ایک دن ذرا تھوڑا طبیعت میں سکون اور خفت محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے، ایک حضرت علی تھے اور دُوسرے حضرت فضل بن عباس تھے، رضی اللہ عنہم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

"فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُصَلِّیْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔"

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اِقتدا کررہے تھے، اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اِقتدا کررہے تھے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہوا ہے کہ اس نماز میں اِمام کون تھا؟ حضرت ابوبکرؓ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم؟ غالباً مذکورہ بالا الفاظ کے پیشِ نظر صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِمام تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو پہلے اِمام تھے اب ان کی حیثیت مکبّر کی بن گئی تھی۔ یہ دو واقعات ایسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع ہونے کے بعد تشریف لائے۔

ایک اور موقع پر سفر میں، غالباً یہ سفرِ تبوک کا واقعہ ہے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ضرورت کے لئے تشریف لے گئے تھے، میں پانی کا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو میں نے وضو کروایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا، اس کی آستینیں تنگ تھیں، آستینیں اُوپر کو نہیں اُٹھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اُتار کر کندھے پر ڈال لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے، میں لپکا کہ ان کو اُتاروں، فرمایا: رہنے دو، میں نے ان کو پاک حالت میں پہنا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب ہم وہاں سے واپس آئے تو جماعت کھڑی ہوچکی تھی کیونکہ ذرا دیر ہوگئی تھی، لوگوں نے اِنتظار کیا لیکن جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے، ممکن ہے پیچھے رہ گئے ہوں، ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں نماز قضا نہ ہوجائے تو حضراتِ صحابہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اِمام بنالیا، جماعت کی ایک رکعت ہوچکی تھی کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسبوق ہیں اور ایک رکعت رہ گئی ہے، صحابہؓ بہت پریشان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکعت پوری کرنے کے بعد ان کو اِطمینان دِلانے کے لئے فرمایا کہ: تم نے بہت اچھا کیا کہ نماز شروع کرلی۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ صحابہؓ کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اِقتدا میں نماز اَدا کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، سابقینِ اوّلین میں سے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قرآن پڑھا کرتے تھے، جو ان کے بچوں کے برابر تھے، ان سے قرآن پڑھا کرتے تھے، یہ ان کی تواضع تھی، ترمذی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المؤمنین سے فرمایا تھا کہ:

''اِنَّ اَمرَکُنَّ مِمَّا یَھُمُّنِیْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ بَعْدِیْ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ۔'' (ترمذی باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوفؓ، کنز ج:۱۲ حدیث:۳۳۴۳۳، وج:۱۶ حدیث:۴۴۹۶۱)

ترجمہ:... ''تمہارا معاملہ مجھے فکرمند کرتا ہے اپنے بعد، اور تمہارے معاملے میں صابرین ہی کچھ خدمت کریں گے۔''

یعنی میرے بعد تمہاری کفالت کی کیا شکل ہوگی؟ اس کا کبھی مجھے خیال آجاتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اپنے اہل و عیال کے بارے میں فکرمند ہونا بھی سنتِ نبوی ہے، اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے، آخر اِنسان، انسان ہے، پتھر نہیں ہے، گوشت پوست کا انسان ہے۔ اور پھر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ: اللہ کے نیک و مقبول بندے صابرین تمہاری خدمت کیا کریں گے۔ ان حضرات میں سب سے نمایاں شخصیت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تھی جو حضراتِ اُمہات المؤمنینؓ کی خدمت کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنے ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو بہت دُعائیں دیتی تھیں، حضرات اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اپنے پاس کچھ نہ رکھتی تھیں، جو آتا اسی وقت لٹادیتی تھیں، وہ بھی تو آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تھیں، لاکھوں کے عطیات آتے تھے۔ ایک دن اُمّ المؤمنین کے پاس دراہم کا ڈھیر لگا ہوا تھا، تقسیم کرتی رہیں حتیٰ کہ سارا تقسیم کردیا تو خادمہ کہنے لگی کہ: حضور کا روزہ ہے، شام کو کچھ اِفطار کے لئے بچالیتیں! فرمانے لگیں: پہلے یاد دِلادیتی، اب عورتوں کی طرح طعنہ دینے کا کیا فائدہ؟ یعنی یہ بات بھی یاد دِلانے کی ہے کہ تمہارا روزہ ہے، کچھ اِفطار کرنے کے لئے رکھ لو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحیح معنی میں تو ایک ہی نماز نکلی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت نکل گئی تھی، پوری زندگی میں دو واقعات ایسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا ابتدائی حصہ نہیں ملا، اور ہماری جماعت تو کیا پوری نماز بھی رہ جائے تو ہماری مسلمانی میں کچھ فرق نہیں آتا، بھئی نقل تو اُتارو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، اللہ کے بندو! اگر اصل بھی نہ ہو اور نقل بھی نہ ہو تو پھر کیا رہے؟ کچھ بھی نہیں رہے گا...!

اصل نہیں تو نقل ہی اُتارو:

نقل تو اُتارو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور یہ نقل بھی اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، فکرمند نہ ہوا کرو کہ ہمارے پاس اصل نہیں، یا جیسی نماز ہونی چاہئے ویسی نماز نہیں ہے ہمارے پاس، جیسی تلاوت ہونی چاہئے وہ نہیں ہے، جیسا درجہ احسان کا عبادت میں ہونا چاہئے، ویسا درجہ حاصل نہیں، ہو بھی نہیں سکتا، کیسے ہوسکتا ہے؟ اس میں زیادہ فکرمند نہ ہوا کرو، بس کوشش کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتارو، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ کھینچو، بس اِن شاء اللہ وہ نماز قبول ہوجائے گی۔

صبر نہیں، تو صبر والوں کی شکل ہی بنالو:

تو شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اگر صبر نہیں کرسکتے تو تصبر کرو، یعنی صبر کرنے والوں کا نقشہ بنالو، تکلیف اور بناوٹ کے ساتھ ہی صبر کا اہتمام کرو، شروع شروع میں ایسا ہوگا لیکن رفتہ رفتہ مشق ہوجائے گی۔ بقول حضرت حاجی اِمداداللہ مہاجرِ مکی صاحبؒ کے: پہلے رِیا ہوگی، پھر عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی۔ پہلے تو صرف دِکھاوا ہوگا، نام ہوگا، پھر مشق کرتے کرتے عبادت کی ایسی عادت ہوجائے گی کہ کوئی تم سے چھڑانا چاہے تو تم چھوڑ نہیں سکوگے، اور جب اتنی پختگی ہوجائے گی تو پھر عبادت کی طرف تیسرا قدم اُٹھے گا کہ اللہ کے سامنے جھک رہے ہیں، اس میں حقیقت آنا شروع ہوجائے گی، اور اسی کا نام مجاہدہ ہے، یہی محنت ہے جو مطلوب ہے، ہم لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے دن جنید بغدادیؒ بن جائیں، اگر جنید بغدادیؒ جیسی نماز پڑھیں تو پڑھیں، ورنہ پھر نماز سے کیا فائدہ؟ یہ بات غلط ہے!

صبر کے درجات:

تو شیخ نوّراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے، کوئی مصیبت آئے تو صبر کے ذریعے اس کا استقبال کرو، اور اس کے بہت سے درجات ہیں۔

پہلا درجہ تصبر کا ہے، یعنی بہ تکلف صبر کرو، پھر اس کے بعد دُوسرا درجہ آئے گا صبر کا۔

مصائب کی حکمت؟

حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جو تکلیف ہمیں پہنچتی ہے اس کے بارے میں یہ عقیدہ تو تمہارا ہوگا ہی کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، اب یہ چیز جو من جانب اللہ آتی ہے، یہ کسی مقصد کے لئے ہے یا بے فائدہ ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، حکیم کا کوئی کام مقصد سے خالی نہیں ہوتا، چلو یہ بات بھی طے ہوگئی کہ اس میں کوئی فائدہ ضرور بہ ضرور ہوگا، اب فائدے میں تین احتمال ہیں، ایک یہ کہ اللہ میاں کا کوئی فائدہ ہوگا، دوم یہ کہ تمہارا کوئی فائدہ ہوگا، سوم یہ کہ مشترکہ فائدہ ہو کہ تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا فائدہ ہے، اور کچھ تمہارا بھی ہے۔ لیکن پہلی اور تیسری صورت غلط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فائدہ حاصل کرنے سے بے نیاز ہیں، وہ تو مخلوق کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ اس کا عام فیض ہے کہ سب کو فائدہ پہنچاتے ہیں، لیکن مخلوق سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کو ''منعمِ حقیقی'' کہتے ہیں کہ وہ سب کو نعمتیں عطا کرتے ہیں، سب پر اِحسان کرتے ہیں، مگر مخلوق سے کوئی نفع اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے منعم ہیں، احسان کرنے والے ہیں، وہ احسان و اِنعام میں کوئی نہ کوئی اپنا فائدہ ضرور رکھتے ہیں، کوئی شخص ثواب کی نیت کرتا ہے کہ مجھے اس کا ثواب ملے گا، یہ بھی فائدہ حاصل کرنا ہوا، اور اگر کوئی اور فائدہ نہ ہو تو کم از کم یہی ہے کہ کسی کی بدحالی کو دیکھ کر دِل میں جو کڑھن پیدا ہوگئی تھی، احسان کے ذریعے وہ کڑھن دِل سے جاتی رہے گی، کسی کو دیکھ کر جو ہمارے دِل کو تکلیف ہوتی تھی وہ ہمارے دِل کی تکلیف دُور ہوگی، بعض لوگ ووٹوں کے لئے احسان کرتے ہیں، خدمتِ خلق کرتے ہیں، مگر نام آوری کے لئے، سرداری حاصل کرنے کے لئے، قیادت حاصل کرنے کے لئے، کوئی احسان کرتا ہے آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے، ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' جیسی کسی کی نیت ہوگی حق تعالیٰ شانہٗ ویسا ہی اس کے ساتھ معاملہ فرمائیں گے، لیکن بہرحال مخلوق کی طرف سے کسی پر جو اِحسانات ہو رہے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ اپنا بھی ہوتا ہے، خواہ کسی درجے کا بھی ہو، اپنا فائدہ بھی مدِنظر ہوتا ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی ہے کہ تمام مخلوق پر اِنعام فرما رہے ہیں لیکن اپنا کوئی فائدہ نہیں، مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میں نے یہ مخلوق اس لئے نہیں بنائی کہ میں ان سے کوئی نفع کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں، کوئی سودا کرنا چاہتا ہوں، نہیں بلکہ صرف بندوں پر اِحسان کرنے کے لئے یہ تخلیق فرمائی ہے، پس اللہ تعالیٰ کا محض اِحسان ہی اِحسان ہے، فضل ہی فضل، اِنعام ہی اِنعام ہے، تو اللہ کی طرف سے اگر کوئی تکلیف آتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں، وہ فائدے سے پاک ہے، قرآنِ کریم میں ہے کہ:

''مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ'' (النساء:۱۴۷)

ترجمہ:... ''اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے، تمہیں تکلیف دے کر کیا کریں گے، اگر تم شکر کرو اور اِیمان لاؤ۔''

تو یہ طے ہوگیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے تمہارے

فائدے کے لئے ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں، لیکن بات یہ کہ فائدہ کبھی محسوس ہوتا ہے، کبھی محسوس نہیں ہوتا، مولاناؒ فرماتے ہیں:

طفل می لرزد زنیش احتجام
مادرِ مشفق ازاں غم شاد کام

بچے کے پھوڑا نکل آیا تھا، ماں نشتر لگانے والے کے پاس لے گئی تاکہ اس کا آپریشن کر دیا جائے، نشتر بعد میں لگے گا، بچے نے اس جراح کو دیکھ کر ہی چلّانا شروع کر دیا، بہرحال اس کو جیسے کیسے پکڑ کر نشتر لگوا دیا اور پیپ گندگی سب نکل گئی، زخم کو صاف کر کے مرہم لگا دیا، تو بچہ لرز رہا ہے، کانپ رہا ہے، لیکن ماں خوش ہو رہی ہے کہ بچے کی تکلیف دُور ہوگئی، شکریہ بھی ادا کرتی ہے ڈاکٹر صاحب کا اور اس کو فیس بھی دیتی ہے، احسان بھی مانتی ہے، تو ماں جو اپنے بچے کے نشتر لگواتی ہے یہ بچے کے ساتھ اس کی شفقت و محبت ہے، مگر بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یوں سمجھتا ہے کہ ماں اس پر بڑا ظلم کر رہی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے وہ دراصل ہمارے گندے مواد کا آپریشن ہوتا ہے، ہم اپنی کم عقلی اور نادانی کی وجہ سے اس کو نہیں سمجھتے، یہ بھی رحمت ہی کا معاملہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب نظر ذرا زیادہ صحیح کر دیتے ہیں تو بات سمجھ میں بھی آنے لگتی ہے کہ یہ معاملہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی وجہ بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے۔

دُوسرا درجہ:

بہرحال دُوسرا درجہ صبر کا ہے، جس کا مطلب کسی مصیبت کو من جانب اللہ سمجھتے ہوئے اس کو سہارنا، اس پر شکایت نہ کرنا، صبر کے بڑے درجات ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ'' (اور خوش خبری دے دو صبر کرنے والوں کو) ''اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ'' (صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے) ''قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' (تو یوں کہتے ہیں: ہم اللہ کے لئے ہے، اللہ کا مال ہیں، اور اللہ کی طرف جانے والے ہیں) ''اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ'' (شاہ عبدالقادر دہلویؒ ترجمہ فرماتے ہیں: یہ لوگ ہیں کہ ان کو شاباشیں ان کے ربّ کی جانب سے، اور ان پر رحمت ہے)۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہیں، ''وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ'' (اور یہی لوگ ہیں صحیح راستہ پانے والے) ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ'' (بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

تکلیف محبوب کا عطیہ ہے:

پس جو تکلیف آئے اسے محبوب کا عطیہ سمجھتے ہیں اور صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے، اس کی شکایت نہ کرو، بس یہی صبر ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ: صبر کی تین علامتیں ہیں، ایک یہ کہ شکوہ شکایت نہ کرے، دُوسری یہ کہ ضرورت سے زیادہ جزع فزع نہ کرے، ویسے آدمی کمزور ہے، جب تکلیف ہو تو ''ہائے!'' کرے گا، اس کی اجازت ہے، اس کا مضائقہ نہیں، بھئی ہم تو بندے ہیں، ''ہائے!'' کہنا بندگی کا اظہار ہے، اپنے عجز کا اظہار ہے، اپنی کمزوری کے اظہار کے لئے منہ سے ہائے بھی نکلے گی، تکلیف بھی ہوگی، لیکن جزع فزع کی اجازت نہیں، جس سے بے صبری کا اظہار ہو، اور شکوہ شکایت کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جب کوئی مزاج پُرسی کرے تو بیمار کو چاہئے کہ پہلے ''الحمدللہ'' کہے، اس کے بعد اپنی بیماری کو بیان کرے، تاکہ بیماری کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ سمجھا جائے۔

تیسرے یہ کہ مصیبت کی وجہ سے تمہارے اعمالِ شرعیہ یا طبعیہ میں کسی قسم کا تغیر پیدا نہ ہو، اگر تکلیف کی وجہ سے مصیبت کی وجہ سے نمازیں قضا ہوگئیں یا اور معمولات میں فرق آنے لگا، تو یہ صبر کے خلاف ہے، یہ تین چیزیں اگر پائی جائیں تو یہ صبرِ جمیل ہے، اور ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہت سی عنایتیں ہیں، بڑی ہی عنایتیں ہیں۔ (جاری ہے)

ایک روزہ تحفظ ختم نبوت
لیکچرز ایجوکیٹر اسکول سسٹم شکارپور سٹی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شکارپور کے زیرِ اہتمام ۱۸ر نومبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ بعد صبح ۱۰ تا ۱۲ بجے دِن لیکچرز ایجوکیٹر اسکول سسٹم شکارپور سٹی میں زیرِ سرپرستی مولانا عبدالکریم میمن، زیرِ نگرانی سرمحمد وقاص و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ ڈویژن کے مبلغ مولانا حافظ ظفراللہ سندھی، ایک روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں مولانا فضل الرحمٰن منگلا مبلغ شیخوپورہ نے سبق پڑھا۔

مدرسہ عربیہ رحمۃ للعالمین لکھووالا: ۵/نومبر صبح کی نماز کے بعد یہاں درس ہوا، ۱۰۰ کے قریب نمازیوں اور طلبا و اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ راقم نے حجیت حدیث پر بیان کیا اور بتلایا کہ حدیث شریف کے بغیر قرآن پاک سمجھ نہیں آتا، جو حدیث کے بغیر قرآن کی تفسیر کرتے ہیں وہ منکر حدیث اور بے دین ہیں۔ اس مدرسہ کے بانی مولانا جنید احمد ہیں، یہاں تین کلاسیں، درجہ کتب میں رابعہ تک کی کلاسیں ہیں۔ ۹۵ مسافر طلبا کے ساتھ ۲۰۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مسکین پوریؒ صاحب کشف و کرامت بزرگ: حضرت شاہ فضل علی مسکین پوریؒ صاحبِ کشف و کرامت سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے۔ آپ سے ہزاروں مسلمانوں نے اللہ، اللہ سیکھ کر اپنی دل کی دنیا آباد کی۔ حضرت مسکین پوریؒ راقم کے بھی دادا پیر تھے۔ حضرت بہلویؒ نے جہاں اور کئی ایک مشائخ سے اللہ، اللہ سیکھی اور مجاز ہوئے وہاں سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مسکین پوریؒ کے بھی خلیفہ تھے اور ہمارے حضرت یوں تو مختلف مشائخ سے آٹھ سلسلوں میں مجاز تھے، لیکن نقشبندیہ کا رنگ غالب تھا۔

حضرت مسکین پوریؒ کے ایک خلیفہ حضرت خواجہ عبدالمالک تھانہ قریشی والے بھی تھے۔ مولانا احمد شاہ مسکین پوری نے بتلایا کہ موصوف حضرت والا کے جانور چرایا کرتے تھے اور اپنے شیخ کے حاضر باش خدام میں سے تھے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ بہت سارے حضرات آئے اور حضرت والا کے آستانہ سے جھولیاں بھر بھر کر لے گئے اور میں محروم رہا۔ حضرت مسکین پوریؒ نے انہیں طلب فرمایا اور خلافت سے سرفراز فرما کر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

حکم دیا کہ تھانہ قریشی میں جا کر لوگوں کو اللہ، اللہ سکھلائیں۔ موصوف کئی دن حضرت سے چھپ چھپا کر سابقہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک دن حضرت نے دیکھ لیا اور فرمایا کہ اگر یہ نعمت قبول نہیں تو واپس لے لوں؟ جاؤ لوگوں کو اللہ، اللہ سکھلاؤ۔ خلیفہ صاحبِ قریشی تشریف لائے غربت کا دور تھا۔ درختوں کے پتے چبا کر گزارا کرتے رہے، ایک دن ایک پیر بھائی آیا، اس نے گدھے پر ایک بوری گندم کی رکھی ہوئی تھی۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ اجازت ہو تو آپ کی گندم سے کچھ نکال کر آپ کے لئے روٹی تیار کروں تو انہوں نے اجازت دے دی۔ ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ صبح انہوں نے اجازت مانگی تو خلیفہ صاحب نے اجازت دے دی۔ وہ صاحب اپنے گدھے پر سوار ہو کر جانے لگے تو خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی اپنی گندم تو لیتے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ گندم حضرت مرشد مسکین پوریؒ نے آپ کے لئے بھجوائی ہے اور فرمایا کہ اسے گندم والے پڑولے میں ڈال لیں اور نکال کر پسوائیں اور خود بھی کھائیں اور فقراً کو بھی کھلائیں اور پڑولے کا ڈھکن نہ ہٹائیں۔ مولانا احمد شاہ مسکین پوری نے فرمایا کہ وہ گندم ایک عرصہ چلتی رہی۔

مدرسہ خیرالعلوم لودھراں: مدرسہ کا سنگ بنیاد آج سے ڈیڑھ سو سال قبل مولانا محمد حسینؒ نے رکھا۔ ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد موسیٰؒ اس مرکز کی آبیاری کرتے رہے، مولانا محمد موسیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بے لوث سپاہی بلکہ جرنیل تھے۔ لودھراں اور اس کے مضافات میں جہاں بھی قادیانی سر اٹھاتے مولانا محمد موسیٰؒ ان کی کتابیں لے کر ان کا تعاقب کرتے۔ مولانا محمد موسیٰؒ کا نام سن کر قادیانی مبلغین و مربی دُم دبا کر راہی ربوہ ہوتے۔ مولانا محمد موسیٰؒ کے ایک بھائی مولانا محمد یوسفؒ رحمانی بھی مناظر اسلام تھے۔ رفض و بدعات کے خلاف انہوں نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ مولانا محمد موسیٰ کا انتقال ۲۰۰۳ء کو ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد مرتضیٰ نے اپنے والد کی سیٹ سنبھالی، مدرسہ و مسجد ویرانے میں ہونے کے باوجود امامت و خطابت کو سنبھالے ہوئے ہیں، موصوف لودھراں شہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہیں۔ مدرسہ و مسجد کی تعمیر جدید کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ۶/نومبر ۲۰۲۰ء کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مدرسہ کی زیر تعمیر مسجد میں دیا۔

مسجد عمر کہروڑ پکا میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑ پکا کے امیر مولانا منیر احمد ریحان کے حکم پر ۸/نومبر ۲۰۲۰ء کو عشاء کے بعد جلسہ منعقد

ہوا، جس کی صدارت مولانا منیر احمد ریحان نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا منیر احمد ریحان اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ جلسہ میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا گیا۔ نیز سامعین سے فرانس کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔

قاری عبدالرحمٰن سے ملاقات: مدرسہ حفظ القرآن کہروڑپکا کے مہتمم مولانا قاری عبدالرحمٰن سے ملاقات کی۔ قاری عبدالرحمٰن سے ہمارے خیرالمدارس تعلیم کے زمانہ سے تعلق ہے۔ موصوف کے والد گرامی قاری امیر الدینؒ تھے۔ موصوف نے ۱۹۵۲ء میں مدرسہ حفظ القرآن کا آغاز شاہی مسجد کہروڑپکا کے عقب میں کیا، کچھ عرصہ آپ سرگودھا کے ایک چک رمداس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، پھر کہروڑپکا کے احباب ورفقاء انہیں دوبارہ لائے تو آپ نے تدریس کا آغاز کیا۔ ہزاروں حفاظ نے آپ سے قرآن پاک حفظ کیا، آپ پانی پتی لہجہ میں قرآن پاک کی تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۲۱/ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ ،۱۹۶۹ء میں راہی ملک بقا ہوئے، اب ان کی نیابت ان کے فرزند ارجمند قاری عبدالرحمٰن کررہے ہیں، قاری صاحب موصوف کے فرزند ارجمند مولانا محمد امین عبدالرحمٰن جمعیت علماء اسلام کہروڑپکا کے ناظم اعلیٰ اور فیس بک کی دنیا کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ مغرب کی نماز حفظ القرآن میں ادا کی۔

جامعہ باب العلوم میں قیام: جلسہ سے فارغ ہوکر رات کا قیام وآرام جامعہ باب العلوم کے مہمان خانہ میں کیا۔ جامعہ باب العلوم راقم کا مادر علمی ہے۔ یہیں راقم نے مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف کیا۔ اس وقت باب العلوم کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور ہیں، جن سے راقم نے طحاوی شریف اور مؤطین پڑھیں۔ مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ سے نسائی شریف پڑھی۔ میرے ایک اور استاذ اور اس وقت میرے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے ابوداؤد شریف پڑھی۔ اتفاق سے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم بھی ۱۰/ نومبر ۲۰۲۰ء صبح ۸ بجے تشریف لائے اساتذہ کرام کی خوبصورت علمی محفل رہی۔ اللہ پاک جامعہ کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں اور تمام اساتذہ کرام کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں۔

شاہی مسجد کہروڑپکا میں بیان: بادشاہی مسجد کہروڑپکا اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دور کی بنی ہوئی ہے۔ قریشی خاندان تقریباً ایک صدی سے امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

مولانا غلام محمد ریحانؒ سے متعلق عجیب واقعہ

شاہی مسجد کہروڑپکا کے خطیب حافظ حفظ الرحمٰن کہتے ہیں کہ مولانا غلام محمد ریحانؒ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا کے ایک عرصہ تک امیر رہے۔ ایسے ہی بخاری چوک کی جامع مسجد میں عرصہ درازتک امامت وخطابات کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بخاری چوک والی مسجد سے پہلے ایک اور مسجد میں امام وخطیب رہے۔ ایک دن مسجد میں آئے تو ایک سانپ کے بچے کو دیکھا تو سانپ سمجھ کر ماردیا، وہ سانپ نہیں جن تھا۔ سانپ کے متعلق بھی مسئلہ یہ ہے کہ اگر سانپ ہو تو اسے تین دفعہ آواز دو کہ اگر تو کوئی اور چیز ہے تو نکل جا اور اگر نہ جائے تو اسے ماردو۔ بہرحال تھوڑی دیر کے بعد مولانا غائب ہوگئے۔ یعنی انہیں جنات اٹھا کر لے گئے اور تقریباً تین چار روز غائب رہے۔ ان کا کیس جنات کے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ مولوی صاحب نے ہمارا بچہ ماردیا ہے۔ مولانا سے پوچھا گیا تو مولانا نے کہا کہ میں نے سانپ کو مارا تھا، نہ کہ کسی آدمی اور جن کو، تو انہیں کہا گیا کہ وہ جن تھا، جو سانپ کی شکل میں تھا۔ تو بہرحال جنات کے سربراہ نے کہا کہ آپ کے بچے کو کس نے کہا تھا کہ وہ سانپ کی شکل اختیار کرکے مسجد میں جائے؟ قاضی نے ایک کبیر السن بڑی عمر کے جن کو طلب کیا، وہ جن بڑی عمر کا تھا۔ اتنی بڑی عمر کہ اس کی آنکھیں پلکوں کے نیچے چھپ گئی تھیں، پلکیں اٹھا کر دیکھتا تو اس نے تصدیق کی کہ واقعتاً یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ قاضی نے اپنی گارڈ (حفاظتی دستہ) کی حفاظت میں انہیں بھیجا، وہ آکر ساٹھ ہزاری نہر جو کہروڑپکا سے پہلے واقع ہے، اس وقت جنگل ہوتا تھا، چھوڑ گئے تین چار دن جب موصوف غائب رہے تو والدین اور گھر والے پریشان اور ان کے استاذ قاری امیر الدینؒ اپنی جگہ پر غصہ کہ میرا شاگرد بغیر اجازت کے غائب رہا، جب واپس آئے تو اس کے بعد حضرت قاری صاحبؒ بہت محبت فرماتے تھے۔ مسجد قاضیاں کے خطیب مولانا محمد یعقوبؒ جو اچھے عامل تھے، انہوں نے عملیات کے ذریعہ جنات کو بھگایا۔ مولانا غلام محمد ریحان نے ۷/ جنوری ۲۰۱۷ء کو انتقال فرمایا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ رہے۔ قاری نورالحق قریشیؒ جو ہمارے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے داماد تھے، ان کے والد محترم مولانا محمد سعیدؒ ایک عرصہ تک امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے دور خطابت میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ بکثرت تشریف لاتے رہے۔ موصوف خود جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ اعلائے کلمۃ الحق کا بلاخوف وخطر فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا قاری نورالحق قریشیؒ ایڈووکیٹ چہکتے رہے اور ۱۱؍دسمبر ۲۰۰۵ء میں انتقال فرمایا۔ موصوف نے ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں ضلع ملتان بلکہ پنجاب کی حد تک کلیدی کردار ادا کیا، کیونکہ موصوف پنجاب جمعیت کے ناظم اعلیٰ تھے اور ایک بہترین خطیب بھی تھے۔ ایک مرتبہ شجاع آباد جامع مسجد گلستان میں ایک جلسہ سے خطاب فرمایا اور رباعی پڑھی جو میں نے پہلی دفعہ ان سے سنی تھی:

ہری ہے شاخ تمنا، ابھی کٹی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی، مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

یہ اشعار پہلی مرتبہ ان سے شجاع آباد میں سنے۔ ہمارے قاضی صاحبؒ کے فرزند نسبتی ہونے کی وجہ سے شجاع آباد اور راقم سے محبت فرماتے، ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ شجاع آبادی تو ہی ہے اور کوئی نہیں؟ راقم نے کہا کہ میں شجاع آبادی آپ فادر نسبتی کی وجہ سے لکھتا ہوں تو اس پر خوش ہوئے اور کہا کہ جب میں آپ کے نام کے ساتھ شجاع آبادی کا لفظ پڑھتا ہوں تو مجھے قاضی صاحبؒ یاد آجاتے ہیں، بہت ہنس مکھ مزاج رکھتے تھے، یہ معلوم نہیں کہ کس مدرسہ کے فاضل تھے۔ قرآن پاک خوبصورت طرز کے ساتھ پڑھتے۔ ایل ایل بی کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ وکلاء کے انتخابات میں کامیابی نے کئی مرتبہ ان کے قدم چومے، لیکن بدقسمتی سے انہوں نے اپنی اولاد کو دینی علوم پڑھانے کے بجائے انہیں دنیاوی علوم پڑھائے جو وکالت میں تو ان کے جانشین ثابت ہوئے، لیکن دینی خدمات کے حوالہ سے ان کے جانشین نہ بن سکے۔

قاری نورالحق قریشیؒ کے ایک بھائی قاری عبدالرحمٰن ہیں جو وکالت کو اپنائے ہوئے ہیں اور کہروڑپکا میں وکالت کرتے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی قاری حفظ الرحمٰن قریشی ہیں، جنہوں نے ٹیچری کی لائن اپنائی اور ٹیچر ریٹائر ہوئے اور آج کل شاہی مسجد میں خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ تقریباً چالیس سال کے بعد ۱۰؍نومبر ۲۰۲۰ء کو شاہی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی اور قریشی برادران سے سابقہ یادیں تازہ کیں۔

مدرسہ ناصر العلوم دھنوٹ: مدرسہ کے بانی مولانا محمد ناصر تھے۔ مدرسہ کی زمین اور اس کے مصارف کے لئے تقریباً دو ایکڑ زمین ہمارے لاہور کے مبلغ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی حفظہ اللہ کے جد امجد نے وقف کی۔ ۱۰؍نومبر ۲۰۲۰ء مغرب کے بعد مدرسہ ناصر العلوم میں سیرت النبی کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت اس وقت مدرسہ کے مہتمم مولانا اشرف علی سلمہ نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ راقم کا بیان ہوا، بعد ازاں تفصیلی بیان معروف تبلیغی بزرگ جامعہ عمر بن خطابؓ ملتان کے مہتمم مولانا کریم بخش مدظلہ کا ہوا۔ عشا کی نماز آخر میں ادا کی گئی۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن، دریا خان

بھکر.... دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دریا خان میں ۹؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بعد نماز مغرب ''تحفظ ختم نبوت کنونشن'' منعقد ہوا، جس میں مولانا حسین احمد پیر اصحاب بھکر نے خطاب کیا۔ کنونشن میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کنونشن میں شریک تمام احباب کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

تحفظ ختم نبوت کورس ضلع شکارپور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل لکھی غلام شاہ کے زیر اہتمام ۱۹، ۲۰؍نومبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات و جمعہ بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد میمن لکھی غلام شاہ میں زیر سرپرستی مفتی غلام اللہ فاروقی، زیرنگرانی مفتی لطف اللہ میمن، تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ پہلے دن تلاوت قاری حبیب الرحمٰن نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ کے مبلغ مولانا حافظ ظفر اللہ سندھی نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ مجلس سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے اکابرین ختم نبوت کے مجاہدانہ کارناموں کو سراہا، جبکہ ضلع شیخوپورہ کے مبلغ مولانا فضل الرحمٰن منگلا نے قادیانیت کا پس منظر بیان کیا۔ دوسرے دن کی نشست کا آغاز مولانا عبدالصمد جھکرو نے تلاوت سے کیا۔ مولانا ظفر اللہ سندھی نے عقیدہ ظہور مہدی، جبکہ مولانا فضل الرحمٰن منگلا نے حیات مسیح (علیہ السلام) پر بیان کیا۔

قادیانی گستاخیاں!

خالد محمود، سابق یوئیل کندن

فرانس کے ایک اسکول سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکوں کے دکھائے جانے کا سلسلہ، اور پھر فرانسیسی صدر کا ان کو بڑھاوا دینا، انتہائی تشویشناک امر ہے، خصوصاً جب یورپی دنیا کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ وہ انسانی حقوق کے ٹھیکیدار اور علمبردار ہیں، کیا یہ بات یورپی دنیا کے ''انسانی حقوق'' میں نہیں آتی کہ ان میں موجود چند ایسے عناصر ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس سے کھیل کر مسلم امہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں، ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ انسانی حقوق کو جو معراج آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، تاریخ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو شان اور عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن کریم اور احادیث مبارکہ نے بیان فرمائی ہے، خود بائبل اور مسیحی لٹریچر اس سے خالی و عاری نظر آتے ہیں، اور پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا میں مذہبی طور پر جس عزت اور توقیر کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانا اور جانا جاتا ہے، وہ محتاج بیان نہیں، آج بھی دنیا کے کسی کونے سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی توہین و گستاخی کا کوئی واقعہ ہو یا قادیانی / مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بکواس بازی کریں تو یہ اہل اسلام ہی ہیں کہ وہ نا صرف اس پر احتجاج کرتے ہیں، بلکہ ہر ممکن کوشش بھی کرتے ہیں کہ آئندہ اس طرح کا کوئی سانحہ پیش نہ آئے، پھر کیا وجہ ہے کہ یورپی دنیا اس کے باوجود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے سے باز نہیں آتی، یورپی دنیا کو اس مذہبی دہشت گردی سے باز آنا ہوگا، اور اپنے یہاں بسنے والی مسلم امہ کے مذہبی جذبات کا ہر ممکن خیال کرنا ہوگا، ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ یورپی دنیا میں اہل اسلام کے لئے دہرا معیار ہے، اور انسانی حقوق کے دعوے جھوٹے ہیں، اور یہ کہ بائبل کے مذہبی قوانین تو اپنی جگہ... خود یورپی دنیا میں ''بلاس فیمی'' قوانین انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کو سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں، جو شخص ایسا کرے، اس کے لئے موت کی سزا مقرر کی گئی تھی، جسے بعد میں عمر قید کی سزا سے بدل دیا گیا، لیکن بہر حال ایسا کرنے والے کے لئے یورپی دنیا میں بھی سزا موجود ہے، جس کا یورپی دنیا میں عملاً نفاذ ضروری ہے، تا کہ اس طرح کے واقعات آئندہ نہ ہوں اور مسلمہ امہ کے جذبات مجروح نہ ہوں، کیونکہ ہمارے لئے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

''سورۃ القلم کے شان نزول کی تفسیر میں ولید بن مغیرہ کے بارے میں آتا ہے، کہ ولید بن مغیرہ جب بھی بات کرتا تھا، قسم اٹھاتا تھا، جو ذلیل ہے لوگوں کی نگاہوں میں، لوگ اس کے سامنے تو اس کی قدر کرتے تھے، جب بیٹھ کر جاتا تو کہتے یہ وہی ہے، جس کا باپ نہیں ملتا تھا، اور یہ کہ عیب نکالنے والا ہے، طعنہ دینے والا ہے، کسی کو کہتا ہے تیری آنکھ ایسی ہے، کسی کو کہتا ہے تیرا بازو ایسا ہے، کسی کو کہتا ہے تیرا پیشہ ایسا ہے، کسی کو کچھ کہتا ہے اور کسی کو کچھ کہتا ہے، ''ھماز'' کا معنی ہے طعنہ مارنے والا، ''مشاء بنمیم'' کثرت سے چغلیاں لے کر چلتا ہے، یہاں کی بات وہاں اور وہاں کی بات یہاں پہنچاتا ہے، ''مناع للخیر'' خیر سے روکنے والا ہے، ایمان سے روکتا ہے، اسلام سے روکتا ہے، ''معتد'' تجاوز کرنے والا ہے، ''اثیم'' گناہ گار ہے، ''عتل'' بدمزاج ہے، ''عتل'' کہتے ہیں جو اپنی منوائے اور کسی کی نہ سنے، اجڈ مزاج، ''بعد ذلک زنیم'' اس کے بعد بدنام بھی ہے، اٹھارہ سال تک اس کے باپ کا علم نہیں تھا، اٹھارہ سال کے بعد مغیرہ نے دعویٰ کیا کہ میرا نطفہ ہے، اس کی ماں کے ساتھ میں نے برائی کی تھی، اور اپنا حال تو یہ ہے اور لوگوں کو طعنے دیتا ہے، پیغمبر کو دیوانہ کہتا ہے، (یعنی شان میں گستاخی کرتا ہے) اپنے گریبان میں منہ ڈال (جھانک) کر دیکھ۔ (مفصل تفصیل کے لئے دیکھیں، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن، جلد 20 ص، 365 تا 375 تحت سورۃ القلم)

یہاں ایک انتہائی قابل غور بات یہ ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے ولید کے بارے میں آتا ہے کہ اٹھارہ سال تک اس کے باپ کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں تھا، اور جب ایک عرصہ کے بعد علم ہوا بھی تو مغیرہ نے بتایا کہ اس ولید کی ماں کے ساتھ اس نے زنا کیا تھا، اور یہ اسی برائی اور زنا کی پیداوار ہے۔ یعنی نبی علیہ صلوٰۃ السلام کا یہ گستاخ حرامی النسل بھی ہے، اور یہی حال فرانس کے صدر کا معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ دنیا بھر میں فرانسیسی صدر اور فرانسیسی اخبار ''چارلی ایبڈو'' کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج سے الحمدللہ میکرون کی گردن کا سریا نرم پڑ گیا ہے، اور میکرون اپنی پہلی والی بکواسات کے بارے میں اب وضاحتیں دیتا پھر رہا ہے، دنیا بھر میں کہیں بھی انبیاء کرام علیہم السلام یا سید المرسلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی وتوہین کا معاملہ ہو تو، الحمدللہ اس پر فتن دور میں بھی مسلمان ساری دنیا میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، قادیانی لابی کی ایک بڑی تعداد یورپ اور امریکا میں بسنے کے باوجود اور بات بات پر اپنی گندی اور غلیظ زبانوں سے آقا ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام والے ان قادیانیوں نے مجال ہے، جو کبھی اس قسم کی ہونے والی گستاخیوں اور توہین پر کبھی کھل کر احتجاج کیا ہو، آخر اس کی وجہ کیا ہے،؟ تو اس کا جواب بہت آسان اور سادہ ہے، اور وہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نبوت جاری ہے، دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کی خودساختہ اصطلاح کے مطابق تمام قادیانی .... مرزا قادیانی کذاب ودجال کو ظلی بروزی نبی مانتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا سرے سے انکار کرتے ہیں، پھر یہ کہ خود مرزا قادیانی کا کردار بھی اس معاملے میں فرانسیسی صدر میکرون سے ذرا مختلف نہیں۔ مرزا قادیانی لعین ودجال نے تو ناصرف تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں کیں، بلکہ سرور دو عالم احمد مجتبیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات مقدس کے سامنے خود کو زیادہ شان والا بنا کر پیش کرنے کی گستاخی اور توہین کی، جو خود مرزا قادیانی کی مختلف کتابوں میں درج ہے، لہٰذا ہم تمام مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور میکرون ایک ہی غلاظت کے ڈھیر ہیں، کیونکہ مرزا قادیانی لعین ودجال نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کے ماننے والوں نے اس کی اندھی تقلید کر کے مان لیا، تو اس بڑی توہین و گستاخی کے بعد بھلا قادیانی کسی یورپی ملک کے اندر یا باہر کیسے کسی احتجاج کا حصہ بن سکتے ہیں؟

☆☆..................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، پنوعاقل

پنوعاقل (محمد عذیر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام شاہی بازار قادریہ مسجد پنوعاقل میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس زیر سرپرستی حضرت مولانا عبدالجبار درگاہ ہالیجی شریف، زیر صدارت حضرت مولانا غلام اللہ ہالیجوی درگاہ ہالیجی شریف منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز حافظ عبدالقدیر شیخ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، ہدیۂ نعت عبدالواحد جتوئی نے پیش کیا۔ مقامی علماء کرام کے بعد حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی بیر شریف، مولانا حفیظ الرحمٰن شیخ ٹھیڑی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد کراچی اور حضرت مولانا عبدالواحد قریشی مدظلہ نے اپنے اپنے بیانات میں کہا کہ یہود ونصاریٰ اوران کے ایجنٹ قادیانی یہ مسلسل توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور قانون توہین رسالت کو غیر موثر کرنے کے لئے سازشیں کر رہے ہیں، ان کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول کی شمع بجھادی جائے۔ اسلامی ممالک میں اس قسم کے ایشوز اٹھا کر عوام میں خلفشار و انتشار پیدا کیا جائے اور بین الاقوامی سطح پر اہلِ اسلام کو بدنام کیا جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانی اوران کی سرپرستی کرنے والے یاد رکھیں کہ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور نام لیوا ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے، جسے ہمارے آباؤ اجداد نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر حاصل کیا تھا اور اس کے حصول پر لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں۔ علماء کرام نے کہا کہ اب بھی ہم اسلام، عقیدۂ ختم نبوت اور ملکی سالمیت کے لئے جان دینے سے گریز نہیں کریں گے۔ آخر میں مولانا غلام اللہ ہالیجوی مدظلہ نے دعائی کرائی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حافظ عبدالغفار شیخ نے ادا کئے۔ اس کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا محمد حسن جتوئی، قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام شبیر شیخ، محمد ایاز شیخ، عبداللہ جتوئی، بشیر احمد نجار و دیگر حضرات نے بھرپور تعاون کیا۔

آہ! قاری محمد ادریس ہوشیار پوریؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاری محمد ادریسؒ کے والد گرامی مولانا محمد شفیع ہوشیار پوریؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، شیخ ادب مولانا اعزاز علیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا محمد شفیعؒ کا نکاح حضرت مدنیؒ نے قاری محمد ابراہیم ہوشیار پوریؒ کی استدعا پر دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا۔ قیامِ پاکستان کے بعد مولانا مفتی محمد شفیع ہوشیار پوریؒ پاکستان میں ہجرت فرما ہوئے اور مختلف اداروں میں تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۵۱ء میں مولانا مفتی محمد شفیع ہوشیار پوریؒ کے گھر ہونہار فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی، جس کا نام محمد ادریس رکھا گیا۔ ابتدائی تعلیم ماموں کانجن کے مدرسہ احیاء العلوم میں حاصل کی۔ ۱۳۸۲ھ میں آپ امام القرأ حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ حضرت قاری صاحبؒ سے فراغت کے بعد مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن جہاں آپ کے والد محترم مدرس تھے، درجہ کتب میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ نے ابتدائی کتابیں محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے پڑھیں، بعدازاں ایک سال جامعہ خیرالمدارس ملتان میں کچھ عرصہ زیرِ تعلیم رہے۔ آئندہ سال دارالعلوم کبیر والا میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ کو حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت صوفی محمد سرورؒ، حضرت مولانا منظور الحقؒ، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ جیسے اساتذہ نصیب ہوئے جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس میں کیا جہاں آپ کو علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، مولانا عتیق الرحمٰن فیروز پوریؒ، مولانا شیخ نذیر احمدؒ سے احادیث نبویہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپ نے دورۂ حدیث شریف ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء کیا۔

اصلاحی تعلق:

آپ نے قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی نوراللہ مرقدہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ نے دورۂ تفسیر بھی پڑھا اور آپ نے حضرت بہلویؒ کو قرآن پاک تراویح میں سنانے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت بہلویؒ کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے فرزندان گرامی حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ، مولانا ارشد مدنی دامت برکاتہم کے ہاتھ پر یکے بعد دیگرے بیعت کی، جبکہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتیؒ صدر شعبۂ تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت مولانا سیّد محمد شاہ مسکین پوری دامت برکاتہم، مولانا عبدالمجید جامی مدینہ منورہ، شیخ انصار احمد کامل الہ آبادی انڈیا، حضرت اقدس پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی ذوق حاصل تھا، آپ نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے خطبات کیسٹوں سے اتار کر مرتب کیے، جنہیں ''خطبات حکیم الاسلام'' کے نام سے مکتبہ مجیدیہ ملتان نے شائع کیا۔

بخاری شریف کی شرح عنایت الباری لطلبۃ البخاری، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کی تقاریر اور حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کی تقاریر مرتب کیں اور خطبات مدنی کے نام سے شائع کیا۔ نیز کئی ایک کتابوں میں عنوانات بھی مرتب فرمائے۔

آپ کے والد گرامی مولانا مفتی محمد شفیع ہوشیار پوریؒ کو مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے گہری عقیدت و محبت تھی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں چھ ماہ تک ان کے ساتھ جیل میں بھی رہے تو قاری محمد ادریس ہوشیار پوریؒ بھی بچپن سے پچپن تک جمعیت علماء اسلام سے وابستہ چلے آئے۔ حالانکہ مدرس قرآن اور وہ بھی پانی پتی ذوق کا مدرس ہو، اسے تو ذرا برابر فرصت نہیں ہوتی، لیکن آپ جہاں صبح نو بجے سے بارہ بجے تک تحفیظ کے طلبا کو وقت دیتے۔ وہاں ظہر سے عصر تک درجہ کتب میں دورۂ حدیث شریف والوں کو بخاری شریف خود پڑھاتے۔ جمعیت علماء اسلام کے

اجلاسوں میں بھی شرکت فرماتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے، مجلس کے مبلغین کا ہر تین ماہ کے بعد اجلاس ہوتا ہے۔ اس میں کسی نہ کسی مبلغ کو ان کی مسجد میں بھیجا جاتا تو خوش دلی سے بیان وخطبہ کی اجازت مرحمت فرماتے۔ آپ نے دو نکاح کئے، پہلا نکاح آپ کے ماموں حاجی محمد اسماعیل کی صاحبزادی سے اس سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ آپ کی عمر چھتیس سال تھی کہ اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تو آپ کے سسر نے آپ کا دوسرا نکاح کرایا۔ جن سے چار بچیاں اور ایک بچہ ہوا۔ بڑے فرزند ارجمند مولانا محمد احمد سلمہ کو جنازہ والے دن آپ کا جانشین اور مدرسہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ دوسرے بیٹے مولانا مفتی محمد اسعد مدنی حفظ اللہ مدرسہ کے ناظم اعلیٰ تخصص کی کلاس کا نگران اور آپ کی وفات کے بعد ۲/نومبر کو جامعہ کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا اور ان کی دستار بندی ہوئی۔ دستار بندی میں ملتان ڈویژن اور مظفرگڑھ کے علماء کرام ومشائخ عظام نے شرکت کی۔ استاذ محترم مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم، شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم مولانا عبدالرحمٰن جامی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ، دارالعلوم کبیر والا کے استاذ الحدیث مولانا مفتی حامد حسن اور دیگر علماء کرام نے ان کے سر پر پگڑی بندھوائی۔ اس تقریب سعید میں راقم کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تیسرے صاحبزادے مولانا قاری محمد احسن مدنی ہیں، جو آپ کی زندگی میں دارالعلوم رحیمیہ میں تجوید وقرأت کے شعبوں کی نگرانی فرماتے رہے اور گردان کی کلاس بھی ان کے ذمہ تھی۔ حضرت قاری صاحب کی وفات کے بعد انہیں غفوری مسجد میں قائم شعبہ تحفیظ کا نگران ومہتمم مقرر کیا گیا، سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ مسیح جو گردان کررہے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی بنات کی کلاسوں کی نگرانی فرماتی رہی ہیں اور آئندہ بھی فرمائیں گی۔

علالت ووفات:

بظاہر بلڈ پریشر ہائی ہونے کی شکایت ہوئی۔ کارڈیالوجی سینٹر میں داخل کرایا گیا، جہاں چند روز داخل رہے، جب آپ کی طبیعت سنبھل گئی تو گھر آگئے۔ ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۰ء رات کو انتقال فرمایا۔ ۳۰/اکتوبر ۲۰۲۰ء ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کردیا گیا۔ مرحوم جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے تو آپ کے اخلاف نے جامعہ خیرالمدارس کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کو جامعہ دارالعلوم رحیمیہ کا سرپرست مقرر فرمادیا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، جبکہ ان کے پسماندگان اور تلامذہ کو صبر جمیل نصیب فرمائیں اور بیٹوں کو آپس میں اتحاد واتفاق سے رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

فتنۂ قادیانیت اسلام اور ملک کے خلاف سازش ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ اتحاد امت کا مرکزی نقطہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے نگہبان اور چوکیدار ہیں۔ فتنۂ قادیانیت اسلام اور ملک کے خلاف سازش ہے۔ قادیانی اور قایانی لابی عالمی سطح پر اپنی جھوٹی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اسلام اور پاکستان کے وجود کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز ختم نبوت لاہور میں علماء کرام اور کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالعزیز، مولانا مفتی عبداللہ، رضوان عابد، حاجی محمد قاسم، مولانا محمد عرفان بزیزی، قاری محمد طاہر، مولانا مہتاب احمد ودیگر علماء کرام اور کارکنان موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے، جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اور اس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قرارداد مقاصد اس کے آئین کا حصہ ہے۔ اسلام اور آئین پاکستان نے جو اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں وہ پاکستان میں انہیں مکمل طور پر حاصل ہیں لیکن قادیانی آئین پاکستان کو ماننے سے انکاری ہیں۔ قادیانی آئین کو نہ مان کر کھلم کھلا آئین سے انحراف کا ارتکاب کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امت کے تمام طبقات کی محنت کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کریں گے۔ بعد ازاں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تین روزہ تبلیغی اور تنظیمی دورہ کے لئے کوئٹہ روانہ ہوگئے۔ کوئٹہ میں مختلف پروگرامز میں شرکت کریں گے اور جماعتی احباب سے ملاقات بھی کریں گے۔

حضرت مولانا عبدالکریم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالنعیم فاروقی

میرے والد گرامی حضرت مولانا عبدالکریم فاروقیؒ کی پیدائش جنوبی پنجاب ضلع رحیم یار خان کی تحصیل لیاقت پور سے تقریباً ۵ کلو میٹر دور ایک گاؤں موضع ٹانوری میں ۱۰/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کرنے کے بعد شعبۂ کتب کے لئے خانپور کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے مدرسہ جامعہ عربیہ مخزن العلوم خان پور میں داخلہ لیا اور وہیں سے ہی دورۂ حدیث تک درسِ نظامی کی تکمیل کی، بخاری شریف حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے پڑھی۔ فراغت کے بعد ۱۹۷۲ء میں کراچی تشریف لائے اور پھر کراچی کے ہی ہوکر رہ گئے۔ کراچی میں دستگیر کے علاقہ میں ابتدائی طور پر عارضی امامت فی سبیل اللہ کرتے رہے، اس کے بعد مستقل امامت کے منصب پر فائز ہوئے اور ایک ایسے علاقہ میں آ کر اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا، جہاں آبادی کا بالکل رجحان نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود بڑے حوصلے اور جرأت کے ساتھ وقت گزارا، ایک طویل المدتی قربانی کے بعد اور چھوٹی مسجد سے سفر شروع کرنے کے بعد، مرکزی جامع مسجد میں ماحول تبدیل کر دیا۔ مزید ترقی کرتے ہوئے علوم دینیہ کا مرکز دارالعلوم فیض القرآن کے نام سے قیام عمل میں لائے جو آج ''دارالعلوم مدنیہ'' کے نام سے اور مسجد ''جامع مسجد الاخوان'' کے نام سے معروف ہے، یہ ان کی دینی خدمات اور اخلاص بھری قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ اسی دوران حضرت والد صاحب سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے، سیاسی پلیٹ فارم کے لئے جمعیت علماء اسلام کا انتخاب کیا اور اپنے آپ کو دن رات جماعت کے لئے وقف کر رکھا تھا، کراچی کی سطح پر جمعیت علماء اسلام میں کئی عہدوں پر فائز بھی رہے بالخصوص جنرل سیکریٹری کراچی کے طور پر نمایاں خدمات انجام دیں۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ بھی اس مرکز میں دو مرتبہ تشریف لا چکے ہیں، وقتاً فوقتاً مرکزی قیادت میں سے کسی نہ کسی کی تشریف آوری کا سلسلہ بھی رہتا ہے، آپ جماعت میں ایک متحرک اور دردمند رہنما کے طور پر جانے جاتے تھے، علماء حق سے سچی محبت کرنے والے تھے، مشکل حالات میں بھی جمعیت علماء اسلام کا ساتھ نبھاتے رہے۔ جماعت کا اور علماء کا بھرپور دفاع کرتے تھے۔ امید ہے کہ رب کریم ان کی اس محبت کی وجہ سے کامل مغفرت فرمائیں گے۔

اپنے علاقہ دستگیر میں عوام کی دینی، فلاحی ہر قسم کی تربیت فرمائی ہے، چاہے اس کا تعلق عقائد سے ہو، اخلاق سے ہو، اعمال سے ہو، ہر انداز میں عوام کی اور اپنے مقتدیوں کی خصوصی تربیت فرمائی، لوگ ان کی جرأت اور دلیری کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ ہم جمعہ حضرت کے ہاں اس لئے پڑھنے آتے ہیں کہ حضرت کھری اور سچی بات کرتے ہوئے کسی کی پروا نہیں کرتے اور حق گو عالم ہیں۔

آپ کا انتقال ۵/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز پیر ہوا، نماز جنازہ جامعہ اشرف المدارس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید صاحب نے پڑھائی۔ جنازہ کے اجتماع میں جمعیت علماء اسلام کی صوبائی قیادت بالخصوص مولانا عبدالکریم عابد، مولانا عبدالرشید نعمانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مقامی کارکنانِ ختم نبوت، علماء کرام اور عوام الناس نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ سے قبل علماء کرام نے اپنے بیانات میں حضرت والد گرامی مرحوم کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ:............اچھے بننے کا پیدا کریں۔ نیک نامی کا نہیں، نیکی انجام دینے کا پیدا کریں۔ بدنامی سے نہیں، بدی سے ڈرنے کی کوشش کریں۔ اپنے دل میں اللہ کو جگہ دیں، اللہ خلقت کے دلوں میں ہماری جگہ پیدا کر دے گا۔ جب تک یہ نہیں ہے، اس وقت تک ہم کس منہ سے اپنے آپ کو اس اللہ والے سے منسوب کر سکتے ہیں جس کی زندگی ایثار وخدمت خلق کی عملی تفسیر تھی، اور جو بڑا ہو کر بھی دنیا کے سامنے اپنے آپ کو سب سے چھوٹا بنا کر پیش کرتا تھا۔

REGD. SS. 160

تحریکِ ختمِ نبوّت

1934ء تا 2019ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب وتحقیق

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔

061-4783486
0303-7396203

نوٹ: ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے